



عربی گرامر سے متعلق امام سیوطی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا شاندار رسالہ :

الإخْبَارُ بِالْعَرَبِيِّ وَيَتَرَفِي بِسَبَبِ وَضْعِ الْعَرَبِيِّ

کا پہلی بار شائع ہونے والا اردو ترجمہ بنام :

عربی گرامر کی تاریخ اور ایجاد کے اسباب

مؤلف: علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم: ابو سفیان محمد راشد مدنی (صاحب آبادی)

فہرست

صفحہ نمبر	موضوعات	نمبر شمار
4	انتساب	1
5	تقریظ	2
7	تقدیم	3
10	علم نحو و صرف کے واضع سے متعلق تحقیقی قول	4
12	کچھ رسالے کے بارے میں	5
14	امام سیوطی نے رسالے کے لیے کن کتب سے استفادہ کیا؟	6
15	رسالے پر ہمارا کام	7
16	اظہار تشکر	8
17	حالات مؤلف	9
22	امام سیوطی کے تذکرہ نویس	10
23	رسالہ کا ترجمہ	11
23	ابو بکر محمد بن قاسم انباری کا تعارف	12
23	صرف عربی کے اصولوں کا عالم ہی قرآن پڑھائے گا	13
25	ابو القاسم عبد الرحمن بن اسحاق زجاجی نحوی کا تعارف	14
25	حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امت مسلمہ کو علم نحو کا تحفہ دیا	15
26	ابو الاسود دکنی رضی اللہ عنہ کا تعارف	16
26	کلمہ دکنی میں مختلف لغات	17

عربی گرامر کی تاریخ اور ایجاد کے اسباب

2

صفحہ نمبر	موضوعات	نمبر شمار
27	حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور علم نحو کے ابتدائی قواعد	18
28	میں ایسے قوانین لکھوں گا جس سے کلام پاک کی حفاظت کی جاسکے	19
29	مصحف قرآنی کی حرکات کی ابتدا	20
31	مصحف قرآنی کی حرکات اور رموز و اوقاف کس کس نے لگائے؟	21
31	ابوالفرج اصبہانی کا تعارف	22
31	سوال گندم، جواب چنا	23
33	میمون الاقرن کا تعارف	24
33	یکے بعد دیگرے کس کس نے نحو کے اصولوں میں اضافہ کیا؟	25
34	عنبسہ بن معدان مہری کا تعارف	26
34	معدان و مہری نسبت کی وضاحت	27
34	عبداللہ بن اسحاق حصرمی کا تعارف	28
34	ابوعمر و بن علاء کا تعارف	29
35	واضع علم عروض خلیل بن احمد آزدی کا تعارف	30
35	علی بن حمزہ کسائی کا تعارف	31
35	کسائی کہنے کی وجہ تسمیہ	32
36	آپ نے یہ علم کہاں سے حاصل کیا؟	33
36	ایک غلطی نے علم نحو کی بنیاد ڈلوادی	34

صفحہ نمبر	موضوعات	نمبر شمار
37	صاحب تاریخ دمشق علامہ ابن عساکر کا تعارف	35
38	ابوالاسود رضی اللہ عنہ نے نحو کے کس قانون کو سب سے پہلے متعارف کرایا؟	36
38	جو بتایا گیا وہ مراد نہیں اور جو مراد ہے وہ بتایا نہیں گیا	37
39	امام سیرانی کا تعارف	38
39	کسی کی غلطی پر ہنسنے کی بجائے اسے درست چیز سکھانی چاہیے	39
40	ابوالاسود دہلی کے قوانین کے کتابچے میں کس نے مزید قوانین شامل کیے؟	40
41	علم نحو کے واضعین کے بارے میں اقوال	41
42	فصل: علم صرف کے واضعین کے بارے میں اقوال	42
42	علامہ محی الدین کافہی کا تعارف	43
42	علم صرف کے واضع سے متعلق علامہ محی الدین کافہی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف	44
43	علم صرف کے واضع سے متعلق امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف	45
43	معاذ ہرّاء رضی اللہ عنہ کا تعارف	46
45	متن الرسالہ و تعارفہ	47
58	مصادر و مراجع	48

انتساب

میں اپنی اس ادنیٰ سی کاوش کو کائنات کی سب سے افضل و اعلیٰ و پاک ہستی و جہ
تخلیق کائنات ، صاحب اسری بعدہ ، عالم ماکان و مایکون ، سب نبیوں سے اول
اور سب نبیوں سے آخر ، حضور جان عالم ، تاجدار ختم نبوت " حضرت محمد
مصطفیٰ ﷺ " کی جناب میں بطور نذرانہ عقیدت پیش کرتا ہوں۔

اور اپنے روحانی پیشوا ، پیر و مرشد قبلہ الحاج علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار
قادری دام ظلہ کی طرف منسوب کرتا ہوں۔

اور ان تمام اساتذہ کی طرف منسوب کرتا ہوں جن کی محنت و کاوش سے میں اس
ترجمہ کے قابل ہوا۔

اور اسے اپنے والدین کے ایصال ثواب کا ذریعہ بناتا ہوں ، جو کوئی بھی میری اس
ادنیٰ سی کاوش سے مستفید ہو وہ میرے والدین کے لیے دعائے مغفرت لازمی
کرے۔

تقریظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذي أبدع حدائق اللسان وأودع فيها بدائع الدين والصلاة والسلام على
أفصح عدنان وأبلغ قحطان وعلى آله وأصحابه من الإنس والجان إلى يوم يوم جزاء
الإحسان. أما بعد!

عربی زبان ایک صاحب ایمان کے لیے خاص اہمیت کی حامل ہے اس لیے کہ
قرآن و سنت کی زبان عربی ہی ہے اور اس لیے بھی کہ خود سید عرب و عجم صلی اللہ
علیہ و علی آلہ و صحبہ و بارک و سلم کا ارشاد گرامی ہے:
أحبوا العرب لثلاث: لأني عربي، والقرآن عربي، وكلام أهل
الجنة عربي.

تین وجہوں کی بنا پر عرب سے محبت رکھو پہلی یہ کہ قرآن عربی میں ہے، دوسری یہ
کہ میں عربی ہوں اور تیسری یہ کہ اہل جنت کی زبان عربی ہے۔
یہی وجہ ہے علمائے اسلام مختلف زاویوں سے اس مقدس زبان کی خدمت
کرتے رہے ہیں اور کرتے رہیں گے فسر اللہ سعیم۔

اسی سلسلے کی ایک سنہری کڑی حضرت امام جلال الدین والممد عبد الرحمن بن
ابو بکر سیوطی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک مختصر رسالہ ”الأخبار المروية في سبب وضع
العربية“ بھی ہے جس میں آپ نے ان روایات کو جمع فرمایا ہے جو تو انین عربیہ کو
وضع کرنے کے اسباب اور ان کے واضعین کا پتہ دیتی ہیں۔

چونکہ اس رسالے میں ایک ہی موضوع کی روایات جمع کی گئی ہیں اس لیے محدثین کی اصطلاح میں اسے ”جزء“ کہا جاتا ہے اور خود مصنف نے بھی اسے ”جزء“ قرار دیا ہے۔

اصل رسالہ عربی زبان میں ہے اور زیر نظر رسالہ ”عربی گرامر کی تاریخ اور ایجاد کے اسباب“ اسی عربی رسالے کا ایک خوبصورت اردو ترجمہ ہے جو فاضل نوجوان حضرت مولانا ابوسفیان محمد راشد مدنی (صادق آبادی) کی پہلی اور بہت اچھی کاوش ہے، اللہ کریم اسے اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، نافع عام بنائے اور مترجم کو مزید اس پیاری، میٹھی، مکی، مدنی، عربی، قرآنی، نبوی اور جنتی زبان کی اور طالبان علوم عربیہ کی خدمت کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

العبد الضعیف المفسر الی رحمہ ربہ المتقندر

ابن داود عبد الواحد العطاری عفی عنہ الباری

تقدیم

دنیا میں جتنی بھی زبانیں ہیں ان سے متعلق ایک بات کہی جاتی ہے کہ زبان صرف زبان ہی ہوتی ہے کوئی مستقل علم نہیں ہے، یہ بات شاید کسی حد تک درست ہو لیکن عربی زبان سے متعلق یہ بات درست نہیں ہے کیونکہ عربی زبان وہ واحد زبان ہے جس میں مسلمانوں کا کل ورثہ موجود ہے، کیونکہ خدا تعالیٰ کی لاریب کتاب جس کا محافظ خود باری تعالیٰ ہے وہ عربی میں ہے، اللہ پاک کے آخری اور پیارے نبی محمد ﷺ کی زبان عربی ہے، اور اس پیغمبر کی زبان کی بدولت کل تعلیمات مذہب اسلام عربی میں ہیں، اور ان کی تمام تراجم ابتدائی اور مستند تشریحات و تفسیرات عربی میں ہیں۔

جس سے اس بات کا اندازہ ہو جاتا ہے کہ عربی سیکھے بغیر عبادات قابل قبول نہیں ہوں گی، کیونکہ اذان عربی میں پڑھنی ہے اور نماز کے اذکار بھی عربی میں ہیں، اسی طرح حج و عمرہ کرتے وقت دعائیں بھی عربی میں۔

لہذا عربی زبان سیکھے بغیر کوئی چارہ نہیں، یہ سمجھ لیجیے کہ ایک دینی لحاظ سے عربی کی خصوصیات ہوتی ہیں، اور کچھ خصوصیات خاص عربی زبان کو بطور علوم و فنون میں شمار کرنے کے حساب سے ہیں۔

عربی زبان وہ سمندر ہے جس میں اتنی گہرائی و گہرائی موجود ہے کہ آپ اس میں پوری عمر غوطے لگاتے رہیں، اس کا دوسرا کنارہ تلاش کرتے رہیں لیکن کبھی اس تک نہ پہنچ پائیں گے۔

علم نحو و صرف علوم عربیہ شرعیہ و ادبیہ کے لئے اساسی حیثیت رکھتا ہے۔ عربی زبان کی یہ خصوصیت ہے کہ اس میں حرکات کے ذریعہ کلمات کی حیثیات اور ان کے باہمی ربط کو سمجھا جاتا ہے، تاکہ ان کے ذریعے معنی تک پہنچنے میں مدد ملے۔ اور یہ حیثیات ہر کلمہ کی تبدیلی اور ان کے آخر میں آنے والی حرکات میں تبدیلی کے ذریعے سے معلوم ہوتی ہیں، اسی لئے اس زبان میں اعراب کا معمولی سا فرق بھی مفہوم کو کچھ سے کچھ بنا دیتا ہے اور سننے والا، کلام کرنے والے کی مراد کو صحیح سے نہیں سمجھ پاتا یا کچھ اور مفہوم نکال لیتا ہے۔ اگر حرکت و سکون کو ختم کر دیا جائے یا بدل دیا جائے تو صحیح معنی معلوم نہ ہو سکیں گے۔

مثال کے طور پر: "ما احسن زید" کا مفہوم حرکات کے بغیر واضح نہیں ہو سکتا، مختلف حرکات لگانے کے بعد اس کا معنی بدلتا رہتا ہے:

”ما احسن زید“ ”ما احسن زیداً“ ”ما احسن زیداً“ ”ما احسن زیداً“

ان میں سے ہر ایک کا معنی الگ الگ ہے۔ کسی کا معنی ہے کہ زید نے نیکی نہیں کی۔ اور کسی کا مطلب ہے کہ زید کتنا ہی بڑا نیکو کار ہے۔ کسی کا معنی بنے گا کہ میں زید کے ساتھ نیکی نہیں کروں گا۔ اور کسی کا مقصود ہے کہ زید کے ساتھ نیکی نہیں کی گئی۔

مزید اس رسالہ میں درج واقعات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حرکات کا فرق عربی زبان کے مفہوم میں کتنی بڑی تبدیلیاں پیدا کر دیتا ہے۔

عربی گرامر کی ایجاد کا سبب

اسلام کا سورج طلوع ہونے سے پہلے عربی صرف اہل عرب کی زبان تھی اور وہ اپنی مادری زبان ہونے کی وجہ سے فطری طور پر بلا تکلف فصیح و بلیغ عربی میں کلام کیا کرتے تھے۔ انہیں عربی زبان میں قدرت و مہارت حاصل کرنے کے لئے نہ قواعد کی ضرورت تھی اور نہ قوانین کی حاجت مگر جب اسلام عربوں کے ساتھ جزیرہ نمائے عرب سے باہر نکلا اور قیصر و کسری کے ایوانوں پر اپنی عظمتوں کے پرچم لہراتا ہوا مغرب تک پہنچ گیا اس وقت سے عربی صرف اہل عرب کی زبان نہ رہی بلکہ ان فاتح عربوں کے ساتھ عجم کے متمدن شہروں میں پہنچ کر اسلام کے زیر نگیں آنے والی مختلف اقوام کی بھی زبان بن گئی۔

مگر ظاہر ہے کہ یہ مختلف زبانیں بولنے والے عجمی لوگ عربوں کی طرح عربی زبان بولنے کی صلاحیت و قدرت نہیں رکھتے تھے لہذا عرب و عجم کے اس اختلاط کی بنا پر عربی زبان میں فساد کا بازار گرم ہو گیا۔ کثرت سے زبان اور محاورے کی غلطیاں ہونے لگیں، نظم میں خلل، عبارت میں گنجلک پن اور ترتیب میں بے ربطی پائی جانے لگی، یہاں تک کہ قرآن پاک کی تلاوت میں بھی لوگ لسانی غلطیوں کا ارتکاب کرنے لگے۔

تب صحابہ کرام اور تابعین عظام نے عربی قواعد و قوانین کا خوب اہتمام کیا اور قرآن و حدیث کی حفاظت میں اپنی خدمات سرانجام دیں۔ حتیٰ کہ حضرت عمر نے یہ حکم نامہ جاری کر دیا کہ صرف عربی جاننے والا ہی قرآن پڑھائے گا اور کسی کو

اجازت نہیں ہے۔

اس وقت جب کلام میں (عربی) کے اہتمام کا کہا جاتا تھا تو مطلق علم نحو و صرف دونوں ہی مراد لیے جائیں گے⁽¹⁾، یہ الگ بات ہے کہ اس وقت ان علوم کا نام خاص نہ تھا البتہ علم نحو سے متعلق حضرت علی کا ایک قول ملتا ہے: ما أحسن هذا النحو قد نحوت۔ آپ کے اسی فرمان کی وجہ سے اس علم کو "علم نحو" کا نام دیا گیا⁽²⁾۔

علم نحو کا واضح

علم نحو کی ایجاد کب ہوئی اور اس کی ایجاد کا سہرا کس کے سر ہے؟ اس بارے میں مورخین کے مختلف اقوال ہیں۔ بعض لوگوں کا نظریہ ہے کہ علم نحو کی وضع سب سے پہلے عبدالرحمن بن ہرمل الاعرج نے کی ہے۔ بعض لوگ نصر بن عاصم کو نحو کا اول واضح بتاتے ہیں۔ ان دونوں اقوال کے مطابق علم نحو کی بنیاد عہد بنو امیہ میں پڑی۔

مگر یہ دونوں نظریے تاریخی حقائق کی روشنی میں قابل اعتماد نہیں ہیں، کیونکہ محققین طبقات نحاۃ نے ان دونوں حضرات کو حضرت ابوالاسود دہلی کے تلامذہ میں شمار کیا ہے۔ اکثر مورخین کا اس بات پر اتفاق ہے اور یہی محققین کا مسلک ہے کہ علم نحو کے بانی و موجد امیر المومنین سیدنا حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ

⁽¹⁾ شامی نحوی محقق ڈاکٹر مازن المبارک نے مجلہ کلیہ الدراسات الاسلامیہ والعربیہ میں اپنے آرٹیکل (بی تاریخ علم الصرف ومصطلحہ) میں اس بات کی صراحت کی ہے۔ (مجلہ کلیہ الدراسات الاسلامیہ والعربیہ، شمارہ 19: ص 295)

⁽²⁾ (سیر اعلام النبلاء: 5/36)

وجہ الکریم ہیں۔ آپ ہی نے سب سے پہلے نحو کے چند ابتدائی اصول وضع فرمائے اور پھر آپ کے حکم سے انہیں اصول کی روشنی میں حضرت ابوالاسود دکنلی نے قواعد ترتیب دیے⁽¹⁾۔

علم صرف کا واضع

علم صرف کا واضع:

اہل علم حضرات اس علم کا واضع ”معاذ بن مسلم ہراء (متوفی ۱۹۰ھ)“ کو قرار دیتے ہیں۔ جو امام ابوالحسن علی بن حمزہ کسائی کا چچا اور استاد بھی تھا اور تقریباً ڈیڑھ سو سال عمر پائی⁽²⁾۔

لیکن بات یہ سمجھ میں آتی ہے کہ دورِ اسلاف میں ہر نحوی، بہترین صرّنی بھی ہوتا تھا۔ ہراء کو اس کا واضع اس وجہ سے کہا گیا کہ اس نے اس علم کو باقاعدہ مرتب و مدوّن کر کے پیش کیا⁽³⁾۔

⁽¹⁾ (مقدمہ نحوی پہلیاں: ص 25)

⁽²⁾ (المرزہ فی علوم اللغۃ و انواعھا للسیوطی)

⁽³⁾ (جامع ابواب الصرف، حصہ اول، ص 12)

کچھ رسالے کے بارے میں

رسالے کا مصنف کی طرف سے لکھے جانے کا ثبوت

امام سیوطی نے اس رسالے کا ذکر اپنی سیرت پر لکھی ہوئی اپنی کتاب "الحدث بعلم اللہ" میں کیا ہے، اور اپنی کتاب "حسن المحاضرہ" میں بھی کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مؤرخین نے بھی آپ کے ہی نام سے اس رسالے کا ذکر کیا ہے۔

تحقیق متن کے لیے موجود نسخے

ہم نے جس نسخے کو بنیاد بنا کر ترجمہ کیا ہے وہ محقق نسخہ ہے اور یہ نسخہ عربی محقق ڈاکٹر عبد الحکیم انیس کی تحقیق سے دو الگ الگ جگہ سے چھپ چکا ہے۔ مجلہ الاحمدیہ شماره ۲۱ (۲۰۰۵ اکتوبر) اور حکومت دوہئی کے شعبہ اسلاک افیرز اینڈ چیریٹی سبیل ایکٹیویٹیز نے اسے شائع کیا ہے۔

ہم نے ثانی الذکر نسخے کو بنیاد بنا کر اس کا ترجمہ کرنے کی سعی کی ہے۔ اس نسخے میں ڈاکٹر صاحب نے ان پانچ نسخوں کو بنیاد بنا کر تحقیق کی ہے:

تین مخطوطات:

- 1- حلب میں موجود مکتبہ مدرسہ احمدیہ کا نسخہ اور اس نسخے کی علامت کے لیے حرف ("ح") کو خاص کیا ہے۔
- 2- فلسطین میں موجود دکتور سعید قزنی کے پاس موجود اصلی مجموعہ سیوطی کا نسخہ اور اس نسخے کی علامت کے لیے حرف ("ف") کو خاص کیا ہے۔

3- پاکستان میں موجود مکتبہ بدیعہ الراشدیہ کا نسخہ اور اس نسخے کی علامت کے لیے حرف ("ب") کو خاص کیا ہے۔

دو مطبوعات:

1- پاکستان لاہور سے سنہ ۱۸۹۱ق م کو چھپنے والے آٹھ رسائل سیوطی کا نسخہ اور اس نسخے کی علامت کے لیے حرف ("ل") کو خاص کیا ہے۔

2- اسٹنبول میں مطبعہ الجوانب کے تحت سنہ 1302ھ میں چھپنے والے مجموعہ بنام "السفہ البھیہ والطرفہ السھیہ" کا نسخہ اور اس نسخے کی علامت کے لیے حرف ("س") کو خاص کیا ہے۔

نسخہ محققہ معتمدہ:

ڈاکٹر عبدالحکیم انیس نے سب سے پرانے نسخے پر اعتماد کیا، جو حلب والا ہے۔
باقی نسخوں کا اس سے موازنہ کیا، اور ان کے درمیان موجود فرق کو دور کیا۔
ہم نے ڈاکٹر عبدالحکیم انیس کے اس محقق نسخے پر اعتماد کرتے ہوئے ترجمہ کیا ہے۔

اس رسالہ میں کیا کیا بیان کیا گیا ہے؟

❖ اس رسالے میں علامہ سیوطی رحمۃ اللہ نے ایسی متعدد روایات جمع کی ہیں جن میں ان اسباب سے متعلق گفتگو کی گئی ہے جن کی وجہ سے علم نحو کی بنیاد ڈالی گئی۔

❖ اس کاوش کی تکمیل کیسے ہوئی؟ اور کس کس نے اس پر کام کیا؟

❖ اور اس رسالے کے آخر میں ایک فصل قائم کی ہے جس میں یہ گفتگو کی ہے کہ علم صرف کوسب سے پہلے کس نے وضع کیا؟ فصل میں امام سیوطی نے اپنے استاد کافجی سے علم صرف کے واضع سے متعلق سوال کرنے پر ایک خوبصورت واقعے کا ذکر کیا ہے۔

امام سیوطی نے جن کتب و ماخذ کا اپنے اس رسالے میں تذکرہ کیا ہے وہ یہ ہیں:

- ❖ اَمَّالِي أَبِي بَكْرٍ مُحَمَّدَ بْنَ الْقَاسِمِ الْأَنْبَارِيِّ.
 - ❖ تَارِيخُ دِمَشْقَ لِمُحَافِظِ أَبِي الْقَاسِمِ بْنِ عَسَاكِرَ.
 - ❖ اَمَّالِي أَبِي الْقَاسِمِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ الزَّجَاجِيِّ النَّحْوِيِّ.
 - ❖ صَحِيفَةُ لَعْلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ.
 - ❖ مَخْتَصَرُ فِي النَّحْوِ لِأَبِي الْأَسْوَدِ الدَّوَلِيِّ.
 - ❖ كِتَابُ الْأَعْيَانِ لِأَبِي الْفَرَجِ الْأَصْبَهَانِيِّ.
 - ❖ كِتَابُ سَيْبَوِيَّةَ.
 - ❖ طَبَقَاتُ النَّحَاةِ لِلسَّيْرَانِيِّ.
 - ❖ شَرْحُ الْقَوَاعِدِ لِلْعَلَلَةِ مِحْيِيِّ الدِّينِ الْكَافِيحِيِّ.
 - ❖ طَبَقَاتُ النَّحَاةِ "بَغِيَّةُ الْوَعَاةِ فِي طَبَقَاتِ اللَّغَوِيِّينَ وَالنَّحَاةِ" لِلْعَلَلَةِ السَّيْبَوِيِّ.
- ان ائمہ کا تعارف رسالے میں حسب موقع پیش کیا گیا ہے۔

رسالے پر ہمارا کام

- * با محاورہ ترجمہ کرتے ہوئے جملوں کو بہتر اور سلیس اردو میں لانے کی کوشش کی گئی ہے۔
- * متن کی ضروری وضاحت متن میں ہی چھوٹی بریکٹ کی صورت میں شامل کر دی ہے۔
- * جہاں کسی مقام پر کچھ گرامر کی وضاحت کی حاجت تھی اسے حاشیہ میں ایڈ کر دیا گیا ہے۔
- * آیات کا حوالہ حاشیہ میں ایڈ کر دیا ہے، نیز آیات کے ساتھ منقش بریکٹس کا اضافہ کر دیا ہے۔
- * اگر کہیں کسی واقعے میں تضاد کا عنصر تھا تو حاشیہ میں تطبیق پیدا کرنے کی حتی المقدور کوشش کی گئی ہے۔ مزید اہم حواشی بھی موجود ہیں۔
- * عربی عبارات کا فونٹ عربی میں تبدیل کر دیا ہے۔
- * عربی اشعار کا ترجمہ کر دیا گیا ہے۔
- * رسالے کے آخر میں بطور فائدہ اصل عربی متن شامل کر دیا گیا ہے اور عربی متن میں جہاں جہاں نسخوں کا فرق تھا اسے حاشیہ میں ذکر کر دیا گیا ہے۔
- * بقدر ضرورت حاشیہ میں ائمہ کرام و مصنفین کا مختصر تعارف بھی شامل کر دیا گیا ہے۔

اظہار تشکر

اس رسالہ کے ترجمہ میں استاد محترم مولانا بلاول مدنی صاحب (ناظم و مدرس جامعۃ المدینہ فیضان مشتاق النور سوسائٹی کراچی) اور استاد محترم مولانا شاہد مدنی صاحب (ناظم و مدرس جامعۃ المدینہ فیضان فاروق اعظم بھینس کالونی) ہمارے خصوصی معاون رہے۔

مصنف کتب کثیرہ، استاد محترم مولانا عبدالواحد صاحب نے ہماری اس ادنیٰ سی کاوش پر تقریظ لکھ کر ہمیں مزید کام کرنے کا حوصلہ فراہم کیا۔ اور ان تمام احباب کا شکر گزار ہوں جنہوں نے رسالے کی تفتیش، تحقیق، ترتیب اور کسی بھی طرح سے معاونت کی۔

حالات مؤلف

نام و نسب:

عبدالرحمن بن ابوبکر کمال الدین ناصر الدین محمد بن ہمام الدین سیوطی شافعی۔

سیوطی کہلائے جانے کی وجہ:

آپ کے آباء و اجداد "اسیوط" نامی شہر میں رہتے تھے اس بنا پر آپ سیوطی کہلاتے ہیں۔

خاندان:

آپ کے پردادا کا نام "ہمام الدین" تھا، جو صوفیا اور اہل حق میں سے تھے۔ آپ کے والد عالم دین تھے جن کا نام ابوالمنقب کمال الدین ابوبکر بن محمد خُصَیْرِي سیوطی تھا۔ وہ تقریباً آٹھ سو سال قبل اسیوط میں پیدا ہوئے اور قاہرہ آنے سے پہلے وہاں حج کے طور پر خدمات انجام دیں۔ قرآن کریم بڑے شوق سے پڑھتے رہتے اور ہر جمعہ ایک قرآن پاک مکمل پڑھ لیا کرتے۔ آپ ذات الجنب کی بیماری میں مبتلا ہوئے اور اسی حالت میں 855ھ میں سوموار کی شب عشاء کی اذان کے وقت شہید ہو گئے۔ آپ کو شمس اصفہانی کے قریب قرافہ میں دفن کیا گیا۔ جہاں تک ان کی والدہ کا تعلق ہے، ان کے بارے میں سوائے اس کے کچھ نہ مل سکا کہ وہ ترک قوم میں سے تھیں اور ایک باندی تھیں۔

ولادت باسعادت اور عجیب واقعہ:

آپ کی ولادت اتوار کی رات غروب آفتاب کے بعد رجب المرجب 849 ہجری ۱ قاہرہ میں ہوئی۔ ولادت کا واقعہ کچھ یوں ہے کہ آپ کے والد عالم دین تھے اور مطالعے کا حد درجہ شوق رکھتے تھے، ایک مرتبہ مطالعہ کے لیے ایک کتاب کی حاجت پیش آئی تو اپنی زوجہ سے کہا کہ لا بیری سے فلاں کتاب لادیں، چنانچہ وہ اسے لینے چلی گئیں۔ لا بیری میں ہی تھیں کہ انہیں دردزہ ہوا اور وہیں امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ہو گئی۔ اسی وجہ سے آپ کا ایک لقب "ابن الکتب" بھی ہے۔

کنیت اور القاب:

آپ کی مشہور کنیت جلال الدین ہے، اس کے علاوہ ابن الکتب اور ابن الفضل بھی آپ کی کنیت ہے۔

بچپن کے حالات:

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ایسے دور میں آنکھ کھولی جس میں بہت سے نامور علماء موجود تھے جنہیں بہت سے دینی علوم میں مہارت حاصل تھی۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سال کی عمر میں امام جلال الدین محلی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں شرکت کی۔ جب تین سال کے تھے شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں شرکت کی۔

ان کے والد نے ان کی وفات کے وقت محقق علی الاطلاق شیخ کمال الدین ابن

الھمام (فتح القدير کے مصنف) کو ان کی پرورش کے لیے ولی مقرر کر دیا تو انہوں نے آپ کی تعلیم و تربیت کا خصوصی اہتمام فرمایا۔

آپ کے والد کا انتقال 5 صفر 855 ہجری کو ہوا، اور اس وقت آپ کی عمر چھ سال تھی۔ آپ نے آٹھ سال سے بھی کم عمر میں قرآن کریم مکمل حفظ کر لیا۔

تعلیم کا باقاعدہ آغاز اور اساتذہ کرام:

علامہ سیوطی علیہ الرحمہ نے آٹھ سال کی عمر سے قبل ہی قرآن مجید حفظ کر لیا تھا نیز کم عمری میں آپ نے فقہ شافعی کی متعدد کتب حفظ کر لی تھیں۔ فقہ شافعی میں مقام حاصل کرنے کے لیے آپ نے امام بلیغی علیہ الرحمہ کی صحبت کو لازم کر لیا۔ ان کے وصال کے بعد ان کے صاحبزادے سے، پھر امام شرف الدین مناوی علیہ الرحمۃ سے، اور امام تقی الدین شبلی حنفی علیہ الرحمہ سے مختلف علوم کا درس لیا۔ آپ نے امام جلال الدین محلی، امام محی الدین کافجی، امام سیف الدین حنفی رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ سے بھی اکتساب فیض کیا۔

آپ کا علمی مقام و مرتبہ:

امام سیوطی علیہ الرحمہ صاحب فنون اور بہت سے علوم میں رتبہ امامت کو پہنچے ہوئے تھے۔ آپ نے اپنی کتاب "حسن المحاضرہ" میں ذکر کیا ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے بالخصوص سات علوم میں بہت زیادہ معلومات دی ہیں: تفسیر، حدیث، فقہ، نحو، معانی، بدیع اور وہ بھی عجم اور فلاسفہ کے انداز پر نہیں بلکہ فصیح اہل عرب کے انداز پر۔

آپ اپنی کتاب "الرّد علی من آخذ بالی الأرض" میں رقم طراز ہیں: روئے زمین پر مشرق سے مغرب تک خضر، قطب یا کسی ولی اللہ کے علاوہ حدیث اور عربی کا مجھ سے بڑا عالم کوئی نہیں۔

تلامذہ:

آپ کے بہت سے شاگرد ہیں جن میں سب سے نمایاں یہ تھے:
شمس الدین داؤدی، صاحب کتاب (طبقات المفسرین)،
مورخ شمس الدین ابن طولون، صاحب کتاب (مفاحۃ الخلان)
شمس الدین شامی صاحب کتاب (السیرۃ الشامیة)
عظیم مورخ ابن ایاس صاحب کتاب (بدائع الزهور)۔ رحمہم اللہ تعالیٰ

شرف بیعت:

علامہ سیوطی علیہ الرحمہ حضرت کامل محمد بن عمر شاذلی علیہ الرحمہ سے سلسلہ شاذلیہ میں بیعت ہوئے۔

کتب:

آپ علیہ الرحمہ نے متعدد علوم پر بیسیوں کتب و رسائل تحریر فرمائے، جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں:

- (1) الإلتقان فی علوم القرآن (۲) الأشباه والنظائر فی العربیة
- (3) الأشباه والنظائر فی فروع الشافعیة (4) الاقتراح فی أصول النحو
- (5) الإکلیل فی استنباط التنزیل (6) الألفیة فی مصطلح الحدیث

- (6) بغية الوعاة في طبقات اللغويين والنحاة (7) تاريخ الخلفاء (8) تدریب الراوي
 (9) تفسير الجلائین (10) تنویر الجواک فی شرح موطأ الإمام مالک
 (11) الجامع الصغير (12) جمع الجوامع (13) الحاوي للفتاوی
 (14) حسن المحاضرة في أخبار مصر والقاهرة (15) الخصائص الكبرى
 (15) الدر المنثور في التفسير بالماثور (16) الأخبار المروية في سبب وضع العربية۔
 آخر الذکر رسالہ کا ترجمہ آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے۔

فقہی مسلک:

جس نے بھی ان کے حالات زندگی لکھے ہیں یہی لکھا ہے کہ آپ شافعی ہیں اور آپ علیہ الرحمہ نے خود بھی اپنے بارے یہی لکھا ہے۔ آپ شافعی مسائل میں سب سے بہترین عالم دین تھے اور باقاعدہ اس پر کتاب بھی تحریر فرمائی بنام:
 "الأشباه والنظائر في قواعد الفقه الشافعي"۔

نبی پاک ﷺ سے علامہ سیوطی کا تعلق:

علامہ سیوطی سے کسی نے دریافت کیا: آپ نے بیداری میں حضور کی زیارت کتنی بار کی ہے؟ ارشاد فرمایا: ۷۰ سے زیادہ بار میں نے نبی پاک کی بیداری کے عالم میں زیارت کی ہے۔

علامہ سیوطی کا سفر آخرت:

انتقال سے قبل علامہ سیوطی علیہ الرحمہ نے بعض علمی مشاغل، درس و تدریس اور افتاء کو ترک کر دیا تھا اور اپنی توجہ بالخصوص عبادت و ریاضت اور

تصنیف و تالیف کی طرف کر لی تھی، انتقال سے سات دن قبل آپ کی بائیں کلائی پر ورم آگیا جس میں شدید تکلیف تھی۔ اسی تکلیف میں جمعہ کے دن 19 جمادی الاولیٰ کو دریائے نیل کے کنارے واقع روضۃ المقیاس میں آپ علیہ الرحمہ نے انتقال فرمایا۔ قاہرہ میں باب قرانہ کے قرب میں آپ کو دفن کیا گیا۔

آپ کے تذکرہ نویس: بہت سے لوگوں نے اپنی کتابوں میں آپ کا تذکرہ لکھ کر آپ کی علمی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا ہے، ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں:

1- ابن ایاس (التاریخ)

2- شعرانی (ذیل الطبقات)

3- غزی (الکواکب السائرہ)

4- عمیدروس (النور السافر)

5- آسدی (طبقات الشافعیہ)

6- آپ کا خود نوشت تذکرہ (حسن المحاضرہ) (الحدیث بعمہ اللہ)

7- امام سخاوی (الضوء اللامع)

اللہ کریم آپ کی روح کو راحت پہنچائے، آپ کی قبر کو منور فرمائے اور آپ پر

اپنی رضا کی بارش برسائے۔ آمین

رسالہ

بسم الله الرحمن الرحيم

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جو تمام امور میں کفایت فرمانے والا ہے اور اُس جل مجدہ کے چنے ہوئے بندوں پر سلام ہو۔
یہ ایک رسالہ ہے جس میں، میں نے بہ توفیق الہی عزوجل عربی قواعد کی ایجاد و وضع کے اسباب کے متعلق مرویات جمع کی ہیں۔
صرف عربی کے اصولوں کا عالم ہی قرآن پڑھائے گا:
ابو بکر محمد بن قاسم انباری⁽¹⁾ نے اپنی کتاب ”امالی“ میں ابن ابی ملیکہ کے حوالے سے فرمایا:

حضرت عمر کے دور خلافت میں ایک اعرابی (دیہاتی شخص، ان پڑھ) مدینہ منورہ میں آیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کلام نازل فرمایا ہے اس میں سے کچھ حصہ مجھے کون پڑھائے گا؟

(1) آپ کا پورا نام محمد بن قاسم بن محمد بن بشار بن حسین ہے، آپ کی ولادت 271ھ میں ہوئی، آپ کوفہ کے مشہور نحوی عالم تھے، علم نحو اور علم ادب و لغت کے سب سے زیادہ حافظ تھے۔ آپ ابن الانباری کے لقب سے معروف ہیں۔ آپ کے حافظے کا یہ عالم تھا کہ 100 سے زائد تفاسیر آپ کو زبانی از بر تھیں، اور تین لاکھ سے زائد اشعار زبانی یاد تھے۔ کمال حافظے کے باوجود آپ ایک عاجزی پسند، امانت دار، حسن اخلاق کے مالک انسان تھے اور مسلک اہل سنت میں سے تھے۔ آپ نے قرآن، حدیث، لغت اور علم نحو جیسے علوم پر بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ ان میں کتاب الوقف والبداء، کتاب المشکل وغریب الحدیث، کتاب الزاھر، کتاب الکافی، کتاب اللامات اور امالی شامل ہیں، لیکن ان میں سے اکثر ہم تک نہ پہنچ سکیں۔ ذوالحجہ 328ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔
(تاریخ بغداد: 4/299) (معجم الأدباء = إرشاد الأریب إلی معرفة الأديب: 6/2614)

ایک آدمی نے اس کو ”سورۃ برأت“ پڑھائی تو پڑھاتے ہوئے ﴿أَنَّ اللَّهَ
بَرِيءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ ۗ وَرَسُولُهُ﴾ کو لام کے کسرہ کے ساتھ (رَسُولِهِ)
پڑھ دیا⁽¹⁾۔ تو اس اعرابی نے کہا کہ کیا اللہ اپنے رسول سے بیزار ہے؟ اگر اللہ اپنے
رسول سے بیزار ہے تو میں بھی اُن سے بیزار ہوں۔

جب اعرابی کی یہ بات حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچی تو انہوں نے
اس کو بلایا اور پوچھا کہ اے اعرابی! کیا تو اللہ کے رسول سے بیزار ہے؟
تو اعرابی نے عرض کی کہ اے امیر المؤمنین! میں مدینہ منورہ میں حاضر ہوا تو
مجھے قرآن مجید کے بارے میں معلومات نہیں تھی، پس میں نے عرض کی کہ مجھے یہ
کلام پاک کون پڑھائے گا؟ تو فلاں شخص نے مجھے سورۃ برأت پڑھائی اور اُس نے
یہ آیت مبارکہ یوں پڑھی کہ ﴿أَنَّ اللَّهَ بَرِيءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ ۗ وَ
رَسُولُهُ﴾ جس پر میں نے کہا کہ کیا اللہ اپنے رسول سے بیزار ہے؟ اگر اللہ اپنے
رسول سے بیزار ہے تو میں بھی اُن سے بیزار ہوں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو سمجھاتے ہوئے فرمایا: اے اعرابی! آیت ایسے
نہیں ہے۔ تو اعرابی نے عرض کی کہ اے امیر المؤمنین! پھر وہ کیسے ہے؟
پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی یوں تلاوت فرمائی: ﴿أَنَّ اللَّهَ
بَرِيءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ ۗ وَرَسُولُهُ﴾⁽²⁾۔

(1) جس کا معنی یہ بنتا ہے: اللہ پاک مشرکوں سے اور اپنے رسول سے بیزار ہے، معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔
(2) یعنی کلمہ ”رَسُولُهُ“ کے لام پر پیش کے ساتھ پڑھا جس کا معنی بنتا ہے کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ مشرکوں
سے بیزار ہیں۔ (یہاں پر ایک غلطی کی وجہ سے معنی کتنا بدل گیا، لہذا ہمیں بھی چاہیے کہ قرآن و حدیث کو صحیح
انداز سے پڑھیں اور اس کے لیے عربی گرامر سے واقفیت بھی ایک اہم ذریعہ ہے)۔

اعرابی نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں بھی اس سے بیزار ہوں جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیزار ہیں۔

پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عام حکم دے دیا کہ قرآن صرف لغت عرب کا عالم ہی پڑھائے گا۔

اور جناب امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا ابو الاسود رضی اللہ عنہ کو علم لغت سے متعلق قواعد وضع کرنے کا حکم دیا، جس کی بنا پر حضرت ابو الاسود رضی اللہ عنہ نے ”نحو“ کے کچھ قواعد وضع کیے۔

اس روایت کو حافظ ابو القاسم ابن عسا کر نے ”تاریخ دمشق“ میں نقل کیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امت مسلمہ کو علم نحو کا تحفہ دیا:

ابو القاسم عبد الرحمن بن اسحاق زجاجی نحوی⁽¹⁾ اپنی کتاب ”امالی“⁽²⁾ میں لکھتے ہیں

⁽¹⁾ آپ کا پورا نام ابو القاسم عبد الرحمن بن اسحاق زجاجی ہے، آپ کی پیدائش نہاوند میں ہوئی اور آباؤ اجداد بھی وہیں کے ہیں۔ آپ نے اپنی زندگی کا ایک بڑا حصہ اپنے استاد ابو اسحاق ابراہیم بن السری زجاج کے پاس گزارا اور تحصیل علم کیا، اسی لیے ان کی نسبت سے آپ کو زجاجی کہا جاتا ہے۔ آپ بہترین نحوی علما میں سے ہیں، آپ کے اساتذہ میں امام ابو جعفر طبری، ابو اسحاق زجاج، علی بن سلیمان انخفش صغیر، اور ابن السراج شامل ہیں۔ آپ نے بہت سی کتب تحریر فرمائیں ہیں: الايضاح في علل النحو، کتاب شرح خطبہ ادب الکتاب لابن قتیبة، اور ان میں سے علم نحو پر ایک کتاب ”الجمال الکبری“ تحریر فرمائی جسے اللہ پاک نے بہت مقبولیت بخشی۔ اس کی مقبولیت کی حکمت میں بتایا جاتا ہے کہ ہر بات کو انہوں نے با وضو ہو کر لکھا اور ہر مسئلہ لکھنے کے بعد اس کی مقبولیت کی دعا کیا کرتے تھے، آپ کا انتقال 337 یا 339 یا 40ھ میں دمشق یا طبرہ میں ہوا۔

(وفیات الاعیان: 136/3) (نزہة الألباء فی طبقات الأدباء: 227) (سیر اعلام النبلاء: 12/68)

⁽²⁾ ”امالیہ“ کے مطبوعہ نسخے میں اس واقعہ کا ذکر ہمیں نہیں مل سکا، البتہ امام سیوطی کی کتاب اشباہ و نظائر (بتحقیق محقق عبد السلام ہارون) صفحہ نمبر 238-239 اور چند دیگر کتابوں میں الفاظ کے کچھ فرق کے ساتھ یہ واقعہ

کہ سعید بن سالم باہلی نے بیان کیا، کہ حضرت ابو الاسود دکنلی رضی اللہ عنہ (1) روایت بیان کرتے ہیں:

میں حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو انہیں سر جھکائے غور و خوض کرتے ہوئے دیکھا، پس میں نے عرض کی اے امیر المؤمنین! آپ کس چیز کے بارے میں غور و فکر فرما رہے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: میں نے تمہارے شہر میں غلط لہجہ سنا ہے (یعنی لوگ عربی بولتے ہوئے قواعد و اعراب میں غلطی کرتے ہیں) اس لیے میں نے عربی کے اصولوں سے متعلق ایک کتاب لکھنے کا ارادہ کیا ہے۔

میں نے عرض کی: اگر آپ ایسا کرتے ہیں تو گویا آپ نے نہ صرف ہمیں زندہ کیا بلکہ یہ زبان بھی ہم میں باقی رہے گی۔

موجود ہے۔

(1) ان کا اصل نام "ظالم بن عمرو" ہے، بنو کنانہ کے ایک قبیلہ "دئل" کی نسبت سے دکنلی کہلاتے ہیں، کوفہ میں پیدا ہوئے اور بصرہ میں نشوونما پائی، انہوں نے علم نحو کی تاسیس اگرچہ خلافت راشدہ کے دور میں کی تھی، مگر تقریباً اٹھائیس سال دور بنو امیہ میں علم نحو کی خدمت میں مصروف رہے۔ آپ کا شمار سادات تابعین میں ہوتا ہے، اور آپ لوگوں میں سب سے زیادہ کامل رائے والے، صاحب عقل، حضرت علی کے حمایتی، شاعر، حاضر جواب اور حدیث کی روایت میں ثقہ تھے آپ نے حضرت علی، عمر، ابن عباس اور حضرت ابو ذر وغیرہم سے روایت حدیث کی ہے۔ 69ھ میں بصرہ میں مرض طاعون میں وفات پائی۔ ان کے نام کے ساتھ لگائی جانی والی نسبت میں کئی لغات ہیں: * دُوؤیُّی (ہمزہ والی واؤ ساکن کے ساتھ) * دُوؤیُّی (ہمزہ والی واؤ کے زبر کے ساتھ) * دُوؤیُّی (واؤ کو بیا سے تبدیل کر کے) * دُوؤیُّی (ہمزہ والی واؤ کو ہمزہ والی یا سے تبدیل کر کے)۔ (سیر اعلام النبلاء: 4/81-84) (بغیۃ الوعاۃ للسیوطی: 2/22)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور علم نحو کے ابتدائی قواعد:

پھر میں تین دن بعد آپ کے پاس آیا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے مجھے ایک مختصر پرچہ دیا جس میں لکھا تھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سارے کا سارا کلام اسم، فعل اور حرف (پر مشتمل ہوتا) ہے۔

اسم، وہ کلمہ جو مسمیٰ کے بارے میں خبر دے۔

فعل، وہ کلمہ جو مسمیٰ کی حرکت کے بارے میں خبر دے۔

حرف، وہ کلمہ جو اسم و فعل کے معنی کے علاوہ معنی کی خبر دے۔

پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے فرمایا:

”تم تتبع اور تلاش کر کے اس میں اصولوں کا اضافہ کرو۔“

اور اے ابوالاسود! تو جان لے کہ چیزیں یعنی اسم⁽¹⁾ تین ہیں:

۱۔ ظاہر

۲۔ پوشیدہ

۳۔ جو نہ ظاہر ہو اور نہ پوشیدہ⁽²⁾

اور بے شک علماء نے (اس قسم) ”جو ظاہر ہو اور نہ پوشیدہ“ کو پہچاننے میں

ایک دوسرے سے بڑھ کر کوشش کی ہے۔

(1) بعض نسخوں میں اشیاء کی بجائے اسماء کے الفاظ موجود ہیں۔

(2) ابوالبرکات انباری فرماتے ہیں کہ اسم کی اس تیسری قسم سے انہوں نے اسم مبہم مراد لیا ہے۔

ابو الاسود فرماتے ہیں کہ میں نے اس میں سے کچھ چیزیں جمع کر کے امیر المؤمنین مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیں، جن میں سے ایک حروف نواصب تھے۔ میں نے ان میں سے اِن، اُن، اَی، اور لَعَلَّ کو بیان کیا اور "لَکِن" کا ذکر چھوڑ دیا تھا۔

تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ تم نے "لَکِن" کو کیوں چھوڑ دیا ہے؟

تو میں نے عرض کی کہ میں نے "لَکِن" کو حروف نواصب میں سے شمار نہیں کیا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا: "لَکِن" بھی حروف نواصب میں سے ہے، لہذا اس کا ان میں اضافہ کر دو۔

میں ایسے قوانین لکھوں گا جس سے کلام پاک کی حفاظت کی جاسکے:

علامہ ابن الانباری نے فرمایا کہ محمد بن عباد مہلی اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

ابو الاسود دہلی رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو سنا کہ وہ آیت کریمہ ﴿اِنَّ اللّٰهَ بَرِيءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۗ وَرَسُوْلُهُ﴾ کو "رَسُوْلُهُ" کے حرف لام کو جر کے ساتھ پڑھ رہا ہے تو آپ نے فرمایا کہ مجھے اس بات کا یقین ہے کہ میں عربی کے ایسے اصول بنا سکتا ہوں جن کے ذریعے میں اس طرح کی غلطی کو یا اس طرح کے معنی رکھنے والے کلام کو درست کر سکتا ہوں۔

مصحف قرآنی کی حرکات کی ابتدا:

ابن الانباری فرماتے ہیں کہ عتبی نے فرمایا:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے زیاد کو خط لکھا کہ انہیں زیاد کا بیٹا عبید اللہ مطلوب ہے۔ جب عبید اللہ، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے کچھ بات چیت کی تو دورانِ گفتگو اسے کلام میں اعراب کی غلطیاں کرتے ہوئے پایا۔ پس امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبید اللہ کو ”زیاد“ کے پاس واپس بھیج دیا۔ ایک خط لکھ کر زیاد کو ملامت کی اور فرمایا: کیا عبید اللہ جیسا شخص بھی ضائع کر دیا گیا؟

پھر زیاد نے حضرت ابو الاسود رضی اللہ عنہ کو کسی کے ذریعے پیغام بھیجا کہ اے ابو الاسود! یقیناً یہ سرخ رنگ والے (عجمی) زیادہ ہو چکے ہیں اور انہوں نے اہل عرب کی زبان بگاڑ دی ہے۔ کاش تم کچھ ایسے قوانین بنا دو جن کے ذریعے لوگ اپنی گفتگو درست کر سکیں اور کلام اللہ کو بھی خوبصورت اور فصیح انداز سے پڑھ سکیں اور بیان کر سکیں! تو ابو الاسود نے منع کر دیا۔

اس پر زیاد نے ایک آدمی کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ تم ابو الاسود کے راستے میں بیٹھ جاؤ، جب وہ تمہارے قریب سے گزریں تو تم قرآن پاک کے کچھ حصے کی تلاوت کرنا اور عمداً اعراب میں کچھ غلطی کرنا۔ اس شخص نے ایسا ہی کیا، جب ابو الاسود اس کے پاس سے گزرے تو اس شخص نے بہ آواز بلند ﴿أَنَّ اللَّهَ بَرِيءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ ۗ وَرَسُولُهُ﴾ پڑھا۔ (یعنی لفظ ”رَسُولُهُ“ کی لام کو زبردے

(دی)۔

یہ سن کر حضرت ابوالاسود رضی اللہ عنہ نے معاملہ کو بہت بڑا اور سنگین جانا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے بلند و بالا ہے کہ وہ اپنے رسول سے بیزار ہو۔ پھر وہ فوراً زیاد کے پاس واپس گئے اور فرمایا کہ آپ نے جو درخواست کی تھی میں نے وہ قبول کی۔

میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں قرآن پاک کے اعراب کی بنیاد رکھوں لہذا آپ میرے پاس تیس / ۳۰ آدمی بھیج دیں۔ پس زیاد نے تیس / ۳۰ آدمی آپ کی بارگاہ میں حاضر کر دیے۔

آپ نے ان میں سے دس / ۱۰ آدمی چن لئے، پھر ان دس / ۱۰ میں سے ایک ایک کر کے الگ کرتے گئے یہاں تک کہ قبیلہ عبدالقیس کے ایک آدمی کو ان دس میں سے الگ کر لیا۔ اور اس سے فرمایا کہ ایک قرآن پاک اور ایسا رنگ لوجو روشنائی کے رنگ سے الگ ہو:

جب میں اپنے ہونٹوں کو کھولوں تو حرف کے اوپر ایک نقطہ لگا دو۔

اور جب ہونٹوں کو ملاؤں تو حرف کے کنارے پر ایک نقطہ لگا دو۔

جب اپنے ہونٹوں کو نیچے کروں تو حرف کے نیچے ایک نقطہ لگا دو۔

پھر اگر ان حرکات میں سے کسی کے بعد غنہ کروں تو دو نقطے لگا دو۔

پھر انہوں نے مصحف شریف سے اس مبارک کام کا آغاز کیا حتیٰ کہ قرآن پاک کے آخری حصے تک جا پہنچے۔ بعدہ انہوں نے ایک مختصر رسالہ ترتیب دیا جو

ان کی طرف منسوب ہے⁽¹⁾۔

کون سے دو ماہ زیادہ گرمی والے ہوتے ہیں؟ / سوال گندم، جو اب چنا:

ابو الفرج اصبہانی⁽²⁾ اپنی کتاب "اغانی" میں فرماتے ہیں کہ ابو عبد اللہ بن ابو

⁽¹⁾ شروع میں جب قرآن کریم کو لکھا جاتا تو اس کے حروف پر نقطے، حرکات و سکنات (یعنی زیر، زبر، پیش اور جزم)، اعراب اور رموز اوقاف (ط، م، قف، لاج وغیرہ) نہ لگائے جاتے تھے کیونکہ اہل عرب اپنی زبان اور محاورہ کی مدد سے نقطوں اور حرکات و سکنات کے بغیر پڑھ لیتے تھے۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جو مصحف تیار کروایا تھا وہ بھی ان تمام چیزوں (یعنی نقطوں اور اعراب وغیرہ) سے خالی تھا۔ اس میں زبر، زیر وغیرہ بعد میں لگائے گئے۔

ان چیزوں کی ابتدا کرنے والوں میں اختلاف پایا جاتا ہے مشہور یہ ہے کہ بنو امیہ کے بادشاہ عبد الملک بن مروان کے دور حکومت میں عراق کے گورنر حجاج بن یوسف کے حکم پر حضرت حسن بصری اور حضرت یحییٰ بن یعمر رحمہما اللہ نے قرآن مجید کے نقطے لگائے تھے۔

اس لیے اس سلسلے میں تمام روایات کو پیش نظر رکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حرکات سب سے پہلے ابو الاسود دہلی نے وضع کیے، لیکن ان میں حرکات اس طرح کی نہ تھیں جیسی آج کل معروف ہیں، بلکہ زبر کے لئے حرف کے اوپر ایک نقطہ زیر کے لئے حرف کے نیچے ایک نقطہ، پیش کے لئے حرف کے سامنے ایک نقطہ اور تنوین کے لئے دو نقطے مقرر کئے گئے، بعد میں خلیل بن احمد فراہیدی نے ہمزہ، تشدید، مد اور وقف وغیرہ کی علامتیں وضع کیں، اس کے بعد حجاج بن یوسف نے یحییٰ بن یعمر، نصر بن عاصم اور حسن بصری رحمہم اللہ سے بیک وقت قرآن کریم پر نقطے اور حرکات دونوں لگانے کی فرمائش کی اس موقع پر حرکات کے اظہار کے لئے نقطوں کے بجائے زیر زبر پیش کی موجودہ صورتیں مقرر کی گئیں تاکہ حروف کے ذاتی نقطوں سے ان کا التباس پیش نہ آئے۔ (ملخص از تفسیر نعیمی: 1/25) (تفسیر روح البیان: 9/99)

⁽²⁾ آپ کا نام علی بن حسین ہے اور کنیت "ابو الفرج" ہے اسی سے آپ کی شہرت ہے، اصفہان میں پیدا ہوئے اور بغداد میں تعلیم حاصل کی۔ آپ کی تالیف "کتاب الاغانی" سرچشمہ ادب و انشاء، مایہ ناز اور بے نظیر کتاب ہے۔

یہ کتاب 1868ء میں مصر سے بیس جلدوں میں شائع ہوئی۔ بعد میں یورپ کے ایک کتب خانے میں ایک اور

اسحاق حضرمی حضرات کرام عنسبہ الفیل اور میمون الاقرن سے روایت کرتے ہیں کہ: ابو الاسود دہلی بصرہ میں موجود اپنی بیٹی کے گھر گئے تو ان کی بیٹی نے ان سے کہا: ”یا اُبت ما اشدُّ الحر۔“ - لفظ ”اشد“ کو مرفوع پڑھا۔ اس سے آپ رضی اللہ عنہ یہ سمجھے کہ بیٹی ان سے سوال کر رہی ہے اور یہ جاننا چاہتی ہے کہ کن ایام میں گرمی بڑھ جاتی ہے؟

اس پر آپ نے بیٹی کو جواباً فرمایا: ”سخت گرمی کے دو ماہ“⁽¹⁾۔

بیٹی نے عرض کی کہ ابا جان! میں تو آپ کو بتا رہی تھی نہ کہ پوچھ رہی تھی۔

حضرت ابو الاسود دہلی رضی اللہ عنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے پاس آئے اور عرض کی کہ اے امیر المؤمنین! عربی زبان تو عجمیوں سے میل جول کی وجہ سے گویا رخصت ہونے کو ہے اور لگتا ہے کہ کچھ اور عرصہ گزرنے کے بعد تو عربی زبان کمزور ہو کر ختم ہی ہو جائے گی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ان سے فرمایا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

تو حضرت ابو الاسود دہلی نے مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو اپنی بیٹی کا واقعہ بتایا۔

جلد دستیاب ہوئی۔ اطالوی پروفیسر گوٹے نے اس کی فہرست ابجد کے لحاظ سے مرتب کی جو 1980 میں لندن سے شائع ہوئی پھر وہ فہرست عربی میں منتقل ہو کر 1224ھ میں الاغانی کے ساتھ مصر سے شائع ہوئی۔ یہ کتاب ایک طرح کی ادبی انسائیکلو پیڈیا ہے۔ تالیف کتاب میں مصنف کی پچاس برس کی محنت شامہ شامل ہے۔ یہ کتاب شعر و نغمہ کی ان مجلسوں کا تذکرہ ہے جو عباسی خلفاء خصوصاً ہارون الرشید کے محل میں منعقد ہوتی تھیں۔ اس کتاب کی بنیاد ان سوسروں پر مشتمل ہے جو خلیفہ ہارون الرشید نے منتخب کیے تھے۔ (ویکیپیڈیا)

⁽¹⁾ ناجر: ہر اس مہینے کو کہتے ہیں جس میں گرمی بہت زیادہ ہوتی ہے، اور زمانہ جاہلیت میں جب رجب اور صفر میں بہت زیادہ گرمی پڑتی تھی تو ان دونوں مہینوں کو بھی ناجر کہا جاتا تھا۔ (القاموس المحیط)

اس پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے انہیں فرمایا کہ وہ ایک درہم کے کچھ اوراق خرید کر لائیں۔ پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے انہیں لکھوایا کہ ”سارے کا سارا کلام اسم، فعل اور حروفِ معانی میں منحصر ہے۔“

اس کے بعد ابو الاسود دہلی رضی اللہ عنہ نے نحو کے تمام اصول لکھے اور نحویوں نے ان اصولوں کو نقل کر کے ان سے اور بہت سے نحوی مسائل نکالے۔ امام اصہبانی فرماتے ہیں کہ میں نے بچپن میں ابو جعفر سے سن کر یہ واقعہ یاد کیا تھا اور اب اپنی یادداشت سے لکھا ہے، الفاظ میں کمی و بیشی ممکن ہے لیکن معنی یہی ہیں۔

یکے بعد دیگرے کس کس نے نحو کے اصولوں میں اضافہ کیا؟

ابو الفرج اصہبانی نے اپنی کتاب ”اغانی“ میں فرمایا کہ امام مدائنی فرماتے ہیں: زیاد نے ابو الاسود دہلی رضی اللہ عنہ کو قرآن پر نقطے لگانے کا کہا اور ابو الاسود دہلی رضی اللہ عنہ نے اُس پر نقطے لگائے۔ اور انہوں نے نحو کے چند قوانین لکھے۔ حضرت ابو الاسود دہلی رضی اللہ عنہ کے بعد میمون الاقرن⁽¹⁾ آئے اور

(1) میمون الاقرن: آپ ابو الاسود دہلی کے بعد عربی میں سب سے بڑے امام ہیں، اور ان پانچ عربی ائمہ میں سے ایک ہیں جن کا عربی قوانین و مسائل میں حوالہ دیا جاتا ہے، میمون الاقرن و عنبۃ الفیل و ابن ابی اسحاق حضرمی و ابو عمرو بن علاء و عیسیٰ بن عمر ثقفی۔

البتہ آپ عنبہ کے شاگرد ہیں یا استاد اس حوالے سے سیرت کی کتابوں میں اختلاف ہے، کہیں پر آپ کو عنبہ کا شیخ کہا جاتا ہے اور کہیں اس کے برعکس ملتا ہے۔ ان کی وفات غالباً پہلی صدی ہجری مکمل ہونے کے آس پاس ہوئی ہے۔ (معجم الأدباء = ارشاد الأریب إلی معرفة الأديب: 6/2738)

انہوں نے مذکورہ قوانین پر عربی حدود و قیود کا اضافہ کیا۔ اور ان کے بعد عننبہ بن معدان مہری⁽¹⁾ نے اور اضافہ کیا۔

بعدہ عبد اللہ بن اسحاق حَضْرَمِی⁽²⁾ اور ابو عمرو بن علاء⁽³⁾ نے مزید اضافے

⁽¹⁾ "معدان" اہل میسان میں سے ایک شخص تھے، بصرہ آئے اور وہیں رہائش اختیار کر لی، انہیں معدان الفیل کہا جانے لگا، اور اسی لقب سے مشہور ہو گئے حتیٰ کہ ان کے بعد ان کے بیٹے عننبہ کو بھی اسی لقب سے یاد کیا جانے لگا، عننبہ عربی علوم کے ماہر تھے اور لوگ عربی علوم سیکھنے کے لیے ان کے پاس آتے جاتے رہتے تھے، آپ ابو الاسود کے شاگردوں میں سب سے ذہین تھے۔ آپ کی وفات غالباً پہلی صدی ہجری کے آس پاس ہوئی، آپ عربی شاعر فرزدق کے ہم عصر ہیں، اور اس شاعر کا انتقال ۱۱۴ھ میں ہوا۔ اور عننبہ الفیل کی وفات بھی غالباً پہلی صدی ہجری مکمل ہونے کے قریب ہوئی ہے۔

(آخبار النخوعین البصریین للسیرانی: 20) (نور القبس للبنوری: ص 9)

آپ کی "مہری" نسبت یمن و عمان کے مشہور قبیلہ بنو قضاہ کے اہم فرد "مہرہ بن حیدان" کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے ہے۔ (معجم قبائل العرب: 3/1151)

⁽²⁾ آپ آل حَضْرَمِی کے غلام تھے جو کہ خاندان بنو عبد شمس کا حلیف تھا۔ آپ ابو بحر نامی کنیت سے معروف تھے اور آپ فنِ قراءت اور عربی میں بہت ماہر تھے۔ آپ کا شمار عننبہ الفیل اور نصر بن عاصم کے شاگردوں میں ہوتا ہے۔ سب سے پہلے نحو کے علل و اسباب آپ نے بیان کیے، اسی لیے آپ کو مبین نحو اور محلل نحو کہا جاتا ہے۔ آپ کی وفات 171 سنہ ہجری میں ہشام بن عبد الملک کے دور میں ہوئی۔

(الوانی بالوفیات للصفدی: 17/38)

⁽³⁾ ابو عمرو بصری بھی کہا جاتا ہے، آپ کی پیدائش مکہ میں ہوئی، آپ کی والدہ قبیلہ بنو حنیفہ سے تھیں، آپ فنِ قراءت، اور علم نحو و علم لغت میں اہل بصرہ کے امام تھے۔ آپ نے صحابہ کی ایک بڑی جماعت سے قرآن پڑھنے کے ساتھ ساتھ سعید بن جبیر اور امام مجاہد سے قرآن پڑھا ہے۔ نحو میں ابو الاسود دکلی کے شاگرد تھے۔ آپ کا شمار عربوں میں سب سے زیادہ شریف اور ممتاز لوگوں میں ہوتا تھا، آپ سات مشہور قاریوں میں سے ایک ہیں۔ آپ کے نام کے بارے میں 20 سے زائد آراء موجود ہیں سب سے مشہور یہی ہے کہ آپ کا نام "زبان" تھا۔ آپ ایام عرب اور شاعری کے سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔ چھیا سی سال کی عمر میں کوفہ

کیے۔

پھر علامہ خلیل بن احمد ازدی⁽¹⁾ نے یہ راہ طے کی۔ ان کے بعد علی بن حمزہ کسائی⁽²⁾ جیسا ایک ستارہ روشن ہوا جس نے کوفیوں کے لیے قواعد لکھے جن پر اب

میں آپ کا انتقال ہوا۔ آپ کے انتقال سے متعلق دو قول ملتے ہیں: 1) 154ھ-2) 157ھ۔
(معجم الأدباء = إرشاد الأريب إلى معرفة الأديب: 3/1317) (سير اعلام النبلاء: 6/410) (بغية الوعاة للسيوطي: 2/231)

(1) ابو عبد الرحمن خلیل ابن احمد فراہیدی بصری ازدی: علم عروض کے بانی اور ماہر لغت و موسیقی ہیں۔ آپ کی ولادت سنہ 100ھ عمان میں ہوئی اور آپ عجمی النسل تھے، آپ بصرہ کے بڑے ائمہ میں سے ایک ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ خلیل کے والد وہ پہلے شخص تھے جنہیں حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد پہلی بار "احمد" کہا گیا۔ آپ ایک اچھے، سمجھدار، شریف اور عزت دار آدمی تھے، آپ ابو عمرو بن علاء کے شاگردوں میں سے ہیں اور علم نحو کے مشہور و معروف امام سیبویہ کے استادوں میں سے ہیں۔ آپ نے ایک نیا علم "علم عروض" وضع کیا جس میں کسی کلام یا شعر کے بارے میں یہ جانچا جاتا ہے کہ وہ وزن میں ہے یا نہیں۔ علم عروض کی بنیاد رکھتے ہوئے آپ نے پانچ دائرے اور پندرہ بحریں ایجاد کیں جو آج بھی عربی، فارسی اور اردو شاعری میں استعمال ہوتی ہیں۔ آپ نے اپنی زندگی کا ایک بڑا حصہ بصرہ میں گزارا اور سنہ 160 یا 170ھ کے لگ بھگ وہیں وفات پائی اور مدفون ہوئے۔

(وفیات الاعیان: 2/244) (سير اعلام النبلاء: 7/429-431) (نزهة الالباء لآبى البركات الأنباري: 1/45)
(2) ان کا پورا نام علی بن حمزہ بن عبد اللہ ہے، علی بن حمزہ کسائی کوئی قراء سبعہ میں شمار ہوتے ہیں، یہ عجمی تھے۔ ان کے والد اور ان کے دادا ایک ساتھ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ یہ بھی ان کے ساتھ کسی ہی میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ حج کے دوران کسا (کمبل) کا احرام باندھنے کی وجہ سے آپ کو کسائی کہا جاتا ہے۔ عربی زبان صرف و نحو میں بڑی مہارت پیدا کی اور علم نحو میں کتاب بھی تصنیف کی۔ کوفہ سے بغداد چلے گئے تھے اور ہارون الرشید نے اپنے درباریوں کی تعلیم آپ کے سپرد کر دی۔ خلیفہ وقت امیر المومنین کے صاحبزادوں کے استاد بھی تھے اس لیے عوام پر ان کا خاص اثر تھا اور عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ آپ علم عروض کے واضع "امام خلیل بن احمد فراہیدی" اور علم صرف کے واضع "معاذ ہرّاء" کے شاگردوں میں سے ہیں۔

تک وہ عمل کرتے ہیں اور ان کا استعمال کرتے ہیں۔

آپ نے یہ علم کہاں سے حاصل کیا؟

ابو الفرج اصبہانی اپنی کتاب "اغانی" میں فرماتے ہیں کہ حضرت جعفر بن ابو

حرب بن ابوالاسود دہلی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

ابو الاسود دہلی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ کے پاس یہ علم یعنی علم نحو

کہاں سے آیا؟

تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے علم نحو کی تعریفات حضرت علی بن

ابی طالب رضی اللہ عنہ سے سیکھی تھیں۔

ایک غلطی نے علم نحو کی بنیاد ڈلوادی:

ابو الفرج اصبہانی اپنی کتاب "اغانی" میں فرماتے ہیں کہ عاصم بن ابوالنجد

سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں:

سب سے پہلے عربی قواعد کی بنیاد رکھنے والے ابو الاسود دہلی رضی اللہ عنہ

ہیں۔ وہ بصرہ میں زیاد کے پاس آئے، اور فرمایا:

اللہ پاک امیر اور خلیفہ کونیک کی توفیق بخشے، بے شک میں دیکھ رہا ہوں کہ

عربوں کا عجیبوں سے میل جول بڑھ گیا ہے اور عربوں کی زبان میں تبدیلی آگئی

امام شافعی آپ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اگر کوئی علم نحو میں ماہر بننا چاہتا ہے تو وہ امام کسائی کا محتاج ہے۔

آپ کی بہت سی کتابیں ہیں جن میں "معانی القرآن"، "المختصر فی النحو" اور "کتاب القراءات" شامل ہیں۔ آپ

کا انتقال ستر سال کی عمر میں ری کی بستی آرنبویہ کے مقام پر 189ھ میں ہوا۔

(نزهة الالباء لابن البرکات الأنباری: 1/58) (سیر اعلام النبلاء: 9/131-134)

ہے۔ کیا آپ مجھے اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ میں ایک ایسے علم کی بنیاد رکھوں جس کے ذریعے اہل عرب اپنی زبان پر قائم رہیں۔

تو امیر زیاد نے کہا: نہیں۔

پھر ایک شخص ”زیاد“ کے پاس آیا اور کہا: ”مات ابانا و خَلْف بنون۔“ تو زیاد نے بہ طور تعجب کہا: ”مات ابانا و خَلْف بنون!!“⁽¹⁾ (اس دوران حضرت ابو الاسود رضی اللہ عنہ واپس چلے گئے تھے۔)

زیاد نے پیغام رساں سے کہا کہ ابو الاسود دہلی کو میرے پاس واپس بلاؤ۔ چنانچہ حضرت ابو الاسود دہلی کو ان کے پاس واپس لایا گیا تو زیاد نے ان سے کہا کہ جس کام سے میں نے آپ کو روکا تھا اُس کی بنیاد ڈالیں۔ پس حضرت ابو الاسود دہلی نے لوگوں کے لیے علم نحو کی بنیاد رکھی۔

اس واقعے کو ابن عساکر⁽²⁾ نے تاریخ مدینہ دمشق میں نقل کیا ہے۔

اور ابو الفرج فرماتے ہیں کہ یزید بن مہران نے یہ حدیث ابو بکر بن عیاش

⁽¹⁾ زیاد کو تعجب لاحق ہونے کی وجہ یہ تھی کہ مذکورہ کلام عربی قانون کے خلاف تھا؛ کیونکہ مات فعل اور ابانا فاعل ہے اور قانون یہ ہے کہ فعل کا فاعل مرفوع ہوتا ہے، لہذا قانون کے مطابق فاعل کو اَبُوْنَا ہونا چاہیے تھا۔

⁽²⁾ آپ کا اصل نام علی بن الحسن بن ہبۃ اللہ ہے جبکہ آپ کی شہرت ابن عساکر دمشق سے ہے، آپ کی ولادت یکم محرم الحرام 499ھ کو دمشق میں ہوئی۔ آپ عظیم محدث، فقیہ، ماہر علوم و فنون اور بہترین مورخ ہیں، آپ کا شمار شام کے مستند شافعی فقہاء و محدثین میں ہوتا ہے، آپ نے کئی ایک کتب تحریر فرمائی لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وجہ شہرت شہر دمشق پر آپ کی 80 جلدوں والی ضخیم کتاب ”تاریخ دمشق“ سے ہے، آپ کی وفات بروز ہفتہ 11 رجب 571ھ کو دمشق میں ہوئی۔ (النجوم الزاہرۃ فی ملوک مصر والقاہرۃ: 6/76-77)

سے روایت کی ہے، پس انہوں نے بیان کیا ہے کہ یہ قصہ ابو الاسود دہلی اور عبید اللہ بن زیاد کے مابین واقع ہوا تھا۔

ابو الفرج فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں کہ سیرانی نے اس سند کے (1) ساتھ یہ واقعہ ”طبقات النحات“ میں نقل کیا ہے۔

ابو الاسود نے نحو کے کس قانون کو سب سے پہلے متعارف کروایا؟

ابو الفرج اصہبانی اپنی کتاب ”اغانی“ میں فرماتے ہیں کہ ابو حرب بن ابو الاسود سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

میرے والد نے علم نحو میں سب سے پہلے ”تعجب“ کا باب وضع کیا ہے۔

جو بتایا گیا وہ مراد نہیں اور جو مراد ہے وہ بتایا نہیں گیا:

ابن عساکر نے ابو الاسود دہلی کے کتاب لکھنے کی وجہ سے متعلق اپنی کتاب تاریخ مدینہ دمشق میں ایک وجہ یہ بھی بیان فرمائی ہے کہ ایک دن ابو الاسود دہلی کی بیٹی نے ان سے کہا: یا اُبت ما أحسن السماء! (2)

والد نے جواباً کہا کہ بیٹی! ”اس کے ستارے۔“

بیٹی نے عرض کی کہ! میری مراد یہ نہیں تھی کہ آسمان کی کون سی چیز زیادہ

(1) اِشْکَال: ایک واقعے میں زیاد نے عرض کی تو آپ نے منع کیا جبکہ اس واقعے میں ابو الاسود خود اجازت طلب کرنے آئے تو زیاد نے منع کر دیا؟ دفع اِشْکَال: دراصل مختلف روایات ہوتی ہیں جس نے جس انداز سے واقعہ دیکھا یا سنا ہوتا ہے اسی انداز سے بیان کر دیتا ہے۔

(2) ان کی بیٹی نے ”احسن“ کے نون پر پیش پڑھ دیا، جس کی وجہ سے معنی یہ بن گیا کہ ”آسمان میں سب سے سے خوبصورت چیز کیا ہے؟“

خوبصورت ہے، بلکہ میں تو آسمان کی خوبصورتی پر تعجب کر رہی تھی۔
اس پر حضرت ابو الاسود نے بیٹی سے فرمایا کہ جب تو آپ کو ”ما أحسنَ السماء“ کہنا چاہیے تھا⁽¹⁾۔ (یہ حالات دیکھ کر) آپ نے اس وقت کتاب مرتب کی۔

کسی کی غلطی پر ہنسنے کی بجائے اسے درست چیز سکھانی چاہیے:

امام سیرانی⁽²⁾ نے ایک سبب یہ بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سعد فارسی کا گزر حضرت ابو الاسود کے پاس سے ہوا، حضرت ابو الاسود نے دیکھا کہ سعد فارسی اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے اُس کے آگے آگے چل رہے تھے اس پر ابو الاسود دنگلی نے ان سے کہا: آپ گھوڑے پر سوار کیوں نہیں ہو رہے؟ کیا ہوا؟
تو انہوں نے جواباً عرض کیا: ”إن فرسی ضالعاً أو ظالعاً“ یعنی میرے

(1) یعنی ”احسن“ کے نون پر زبر لگانا چاہیے تھا، جس کا معنی یہ ہے کہ ”آسمان کتنا خوبصورت ہے۔“

(2) آپ کا پورا نام ابو سعید حسن بن عبد اللہ بن مرزبان سیرانی ہے، آپ اصل میں سیراف (بلاد فارس) سے تھے، آپ بہترین نحوی اور علم ادب میں ماہر عالم تھے، عمان میں فقہ کی تعلیم حاصل کی اور بغداد میں رہ کر نائب عدلیہ کا عہدہ سنبھالا۔ آپ کے والد پہلے مجوسی تھے جو کہ بعد میں اسلام لائے اور عبد اللہ کے نام سے مشہور ہوئے اور اپنے بیٹے کا نام ابو سعید رکھا۔ آپ بصریوں میں علم نحو کے بارے میں سب سے زیادہ علم رکھنے والے افراد میں سے تھے۔ آپ نے بہت سی کتب تصنیف کی ہیں جن میں سے ”الاقناع فی النحو“ ہے جسے ان کے بعد ان کے بیٹے یوسف نے مکمل کیا، اور ”أخبار الخوین البصریین“ لکھی، اور انہوں نے سیبویہ کی کتاب کی بہترین شرح لکھی، حتیٰ کہ ماہرین نے اس بارے کہا کہ اس جیسی شرح کسی نے نہیں لکھی۔ آپ علم نحو، فقہ، لغت، شعر، نظم، قرآن، فرائض، حدیث، کلام اور بہت سے علوم میں ماہر تھے۔ انہوں نے فقہ حنفی پر پچاس سال تک جامع الرصافہ میں فتویٰ دیتے رہے۔ آپ کا بغداد میں 84 سال کی عمر میں ماہ رجب 368ھ میں انتقال ہوا۔ (الاعلام للزرکلی: 2/195-196) (بغیة الوعاة للسیوطی: 1/507) (سیر اعلام النبلاء: 16/247)

گھوڑے کی ٹانگ ٹوٹ گئی ہے یا اس کی پسلی کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔

اس پر وہاں موجود کچھ لوگ ہنسنے لگے⁽¹⁾، تو ابوالاسود نے ان لوگوں کی اصلاح کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ آزاد کردہ غلام ہیں جنہیں اسلام کی جانب رغبت ملی اور اب وہ اسلام میں داخل ہو کر ہمارے بھائی بن چکے ہیں۔ تو کیوں ناہم انہیں عربی کلام سکھائیں؟

پس آپ رضی اللہ عنہ نے فاعل اور مفعول بہ کے اصول وضع کیے مزید کچھ نہ لکھا⁽²⁾۔

امام سیرانی نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ابوالاسود دہلی نے جب اپنی کتاب میں فاعل اور مفعول بہ کے قوانین لکھے تو قبیلہ بنو لیث کے ایک آدمی نے اس کتاب میں چند ابواب کا اضافہ کیا۔

پھر غور و خوض کیا تو کلام عرب میں اور بھی کچھ چیزیں تھیں جو اس کتاب میں شامل نہیں ہیں، پس ان کے بیان سے رُک گئے۔
امام سیرانی نے فرمایا: شاید وہ شخص یحییٰ بن یعمر ہیں۔

(1) ان کے ہنسنے کی وجہ اعراب کی غلطی تھی؛ کیونکہ عربی قانون کے مطابق ”إن“ حرف مشبہ بالفعل کی خبر مرفوع ہوتی ہے جب کہ سعد فارسی نے منصوب پڑھی تھی۔ صحیح یوں تھا ”إن فرسی ضالع“۔

(2) فاعل و مفعول کے قواعد مرتب کرنے کی اس واقعے سے کیا مناسبت ہے؟
کیونکہ ان سے مرفوعات و منصوبات میں خطا واقع ہوئی اسی مناسبت سے مرفوعات و منصوبات میں سے جو سب سے اہم چیزیں تھیں یعنی ”فاعل و مفعول بہ“ ان کی وضاحت کر دی، باقی چیزیں انہیں کے تابع بیان کی جاتی ہیں، یوں جو غلطی واقعے میں دہرائی گئی اس سے بھی بچت ہو جائے گی۔

علم نحو کے واضعین کے بارے میں اقوال:

امام سیرانی فرماتے ہیں:

خالد حذاء روایت بیان کرتے ہیں کہ: عربی قوانین مرتب کرنے والا پہلا شخص نصر بن عاصم ہیں۔

ابو النضر سے روایت کرتے ہیں:

جنہوں نے عربی قوانین مرتب کیے وہ پہلے شخص عبدالرحمن بن ہرْمُز ہیں۔

یہاں پر امام سیرانی کا کلام ختم ہوا۔

اور ابو عبیدہ معمر بن ثنی نے فرمایا کہ سب سے پہلے جس نے عربی قوانین مرتب کیے وہ ابو الاسود دُکلی ہیں پھر میمون الاقرن، پھر عنبہ الفیل، پھر عبداللہ بن ابی اسحاق۔

محمد بن سلام جُمحی فرماتے ہیں: پہلا شخص جس نے عربی گرامر کی بنیاد رکھی، اس کا دروازہ کھولا، اس راہ پر چلا اور اس کے قواعد مرتب کیے وہ ”ابو الاسود دُکلی“ ہیں۔

اور انہوں نے یہ کام اس وقت کیا جب کلام عرب میں بگاڑ پیدا ہو گیا تھا۔

فصل: علم صرف کے واضعین کے بارے میں اقوال

علم صرف کے واضع سے متعلق علامہ محی الدین کافجی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف: بہر حال علم صرف کو کس نے وضع کیا اس بارے ہمارے شیخ علامہ محی الدین کافجی⁽¹⁾ نے اپنی کتاب ”شرح القواعد“ کے شروع میں یہ بات ذکر کی ہے کہ علم صرف کی بنیاد رکھنے والے پہلے شخص سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں۔

⁽¹⁾ آپ کا پورا نام محمد بن سلیمان بن سعد بن مسعود رومی برعمی ہے، اور آپ کافجی کے لقب سے معروف ہیں، یہ لقب آپ کو اس لیے ملا کیونکہ آپ علم نحو کی مشہور کتاب کافیہ میں اکثر غور و خوض کرتے رہتے تھے۔ آپ اصلاً رومی ہیں اور مصر میں کافجی مشہور رہے ہیں۔ آپ کی ولادت سنہ 788ھ میں ہوئی۔ آپ نے اول و بلہ میں علم دین کی طرف رغبت دکھائی اور اس کے لیے بلاد بحرم اور تاتاریوں کی طرف کجاوہ باندھا۔

علم فقہ و حدیث و تفسیر میں آپ کا کوئی ثانی نہ تھا، آپ کے شاگردوں میں محدث و مفسر و نحوی علامہ سیوطی علیہ الرحمہ سرفہرست ہیں۔ معقولات میں آپ امام کبیر کی حیثیت رکھتے تھے اور ان میں آپ کی تصانیف بھی بے شمار ہیں، جن میں سے سب سے اہم ”شرح قواعد الاغراب لابن هشام“ ہے۔ مزید تصانیف میں ”وجیز النظام فی اظہار موارد الاحکام“، ”الحاشیۃ علی تفسیر البیضاوی“، ”الحاشیۃ علی الکشاف“ اور ”الحاشیۃ علی المطول“ بھی ہیں۔ آپ صوفیا سے بڑی محبت رکھتے تھے اور بد عقیدہ لوگوں سے بڑی خار کھاتے تھے۔ آپ 879ھ میں جمادی الاولیٰ کے مہینے میں مرض اسہال میں اس دنیا سے کوچ فرما گئے۔ (بغیۃ الوعاۃ للسیوطی: 1/117-118)

(دیوان الإسلام للغزالی: 4/63)

علم صرف کے واضح سے متعلق امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف:

امام سیوطی نے فرمایا: میرا دل اس پر مطمئن نہیں تھا۔ جب میں ان کے پاس پڑھ رہا تھا تو میں نے ان سے سوال کیا کہ آپ نے جو علم صرف کے واضح کے بارے میں لکھا ہے اس کی کوئی دلیل ہے؟ اس پر انہوں نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا اور میں اس سلسلے میں اپنے شیخ کے کسی سلف کو نہ جان سکا۔

پھر میں نے حضرت معاذ ہرّاء رضی اللہ عنہ⁽¹⁾ کے حالات زندگی میں یہ بات خود دیکھی کہ ابو مسلم جو عبد الملک بن مروان کے بیٹے کے استاد تھے انہوں نے علم نحو میں غور و خوض کیا۔ پھر جب علم صرف ایجاد ہوا تو وہ معاذ ہرّاء کے پاس بیٹھے تو انہیں ایک شخص کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

تم ﴿تَوَزُّهُمْ أَزًّا﴾ سے "یَا فاعل افعل" کیسے بناؤ گے؟ تو ابو مسلم نے اس کا انکار کیا اور کہا:

عربوں کا نحو میں مشغول ہونا مجھے تعجب میں ڈال گیا یہاں تک کہ انہوں نے حبشی اور رومی کے کلام کو بھی لیا۔

(1) آپ کا پورا نام "معاذ بن مسلم ہرّاء" ہے، آپ کو ہرّاء اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ ہر اہل شہر میں آنے والے ہر بڑی کپڑوں کا کاروبار کیا کرتے تھے، امام ذہبی سیر اعلام میں فرماتے ہیں کہ اگر یہ کلمہ مشہور نہ ہوتا تو ہم آپ کو پہچان نہ پاتے۔ آپ نے علم نحو پر بہت سی کتب تصنیف فرمائیں لیکن وہ باقی نہ رہ سکیں اور ضائع ہو گئیں۔

آپ کو علم صرف کا واضح قرار دیا جاتا ہے، آپ علم نحو اور علم قراءت کے مشہور امام، امام کسائی کے استاد ہیں۔ آپ نے بہت لمبی عمر پائی حتیٰ کہ آپ نے اپنی اولاد کی اولاد کی بھی اولاد کو دیکھا، آپ نے 150 سال سے

زائد عمر پا کر سنہ 187ھ یا 190ھ میں انتقال فرمایا۔ (دیوان الإسلام للغزالی: 4/131) (بغیۃ الوعاۃ للسیوطی: 2/291)

یہاں چند دیگر اشعار بھی ہیں⁽¹⁾۔

معاذ ہڑاء نے ان اشعار کا جواب اشعار میں دیا جن کو میں نے "طبقات النحو" میں بیان کیا ہے⁽²⁾۔

اور اس سے واضح ہو گیا ہے کہ علم صرف کے واضح معاذ بن مسلم ہڑاء ہیں۔ اور یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ ہمارے شیخ سے یہ نام معاذ بن مسلم سے بدل کر معاذ بن جبل ہو گیا ہے، اور یہ جو معاذ ہیں ان کی وفات سنہ 187ھ میں شہر بغداد میں ہوئی۔ اور تمام تر تعریفیں اللہ وحدہ لا شریک کے لیے ہیں۔

⁽¹⁾ بغیۃ الوعاة میں دو اور شعر مذکور ہیں جن کا ترجمہ یہ ہے:

جب میں نے کلام سنا تو اُسے نہ سمجھ سکا، گویا کہ وہ کووں اور الوؤں کا کھیل ہے، میں نے اُن جیسوں کو چھوڑ دیا۔

اور اللہ تعالیٰ مجھے اس جرم میں پڑنے سے بچائے۔

⁽²⁾ (بغیۃ الوعاة: 2/290-291)

متن الرسالة وتعارفه

الأخبار المروية في سبب وضع العربية

(للعامة الإمام السيوطي الشافعي رحمه الله تعالى)

المخطوط الذي قمنا بترجمته من العربية إلى الأردية قد نشر في مكانين مختلفين ببحث الباحث العربي الدكتور عبد الحكيم الأنيس، في مجلة الأحمديّة العدد 21 (أكتوبر 2005م).

وقد قامت دائرة الشؤون الإسلامية والعمل الخيري بدبي بنشره، وحاولنا ترجمته بناءً على النسخة الثانية المذكورة.

وفي النسخة الأخيرة، قام الدكتور بالبحث في الإصدارات الخمسة التالية كأساس، منها ثلاث نسخ خطية، ونسختان مطبوعتان:

ثلاث نسخ خطية

- 1- مكتبة المدرسة الأحمديّة في حلب (برمز "ح")
- 2- مجموع أصلي للسيوطي، لدى الأستاذ الدكتور سعيد القرني في فلسطين (برمز "ف")
- 3- المكتبة البديعية الراشدية في باكستان (برمز "ب")

نسختان مطبوعتان

- 1- ضمن ثماني رسائل للسيوطي، طبعت في لاهور بباكستان سنة 1891 م (برمز "ل")

2- ضمن مجموع سَمِّي بِـ"التحفة البهية والطرفة الشهية" في مطبعة الجوانب بـ"اسطنبول" سنة 1302 هـ (برمز "س")

خطة التحقيق:

اعتمد الدكتور على أقدم النسخ وهي النسخة الحلبية، وقابل بقية النسخ بها، وتجاوز الفروق بينها، واعتمدنا على هذه النسخة المحققة من الدكتور عبد الحكيم الأنيس. ومن الله نستمد العون والتوفيق.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی.
 هَذَا جُزْءٌ جَمَعْتُ فِيْهِ "الْاَخْبَارَ الْمَرْوِيَّةَ فِي سَبَبِ وَضْعِ الْعَرَبِيَّةِ"، وَبِاللّٰهِ
 التَّوْفِیْقُ.

قَالَ أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ الْأَنْبَارِيُّ فِي "أَمَالِيهِ"⁽¹⁾: حَدَّثَنِي بَعْضُ
 أَصْحَابِنَا قَالَ: قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْقَطْعِيُّ⁽²⁾: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ
 عِيسَى بْنِ يَزِيدٍ، حَدَّثَنِي أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعِ الْحَلْبِيِّ، حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ
 يُونُسَ، عَنْ ابْنِ جَرِيحٍ، عَنْ ابْنِ أَبِي مَلِيكَةَ⁽³⁾ قَالَ: قَدِمَ أَعْرَابِي فِي زَمَانِ
 عَمْرِو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ: مَنْ يَقْرَأُنِي مِمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ؟ فَأَقْرَأَهُ
 رَجُلٌ "بِرَاءَةً"، فَقَالَ: ﴿إِنَّ اللَّهَ بَرِيءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ وَرَسُولُهُ﴾
 (ورسوله) بالجحر.

فقال الأعرابي: أو قد برئ الله من رسوله؟! إن يكن الله برئ من
 رسوله فأنا أبرأ منه.

فبلغ عمر رضي الله عنه مقالة الأعرابي، فدعاه فقال: يا أعرابي أتبرأ

¹ طبع من أماليه مجلس واحد ليس هذا النص فيه، ولكنه في كتابه إيضاح
 الوقف والابتداء: ١ / ٣٩-٣٧.

² في "النسخ الخمس القطيعي"، وهو خطأ، انظر: الوافي بالوفيات:
 ٥ / ١٨٤.

³ في "ب" ابن ملائكة.

من رسول اللہ ﷺ؟ فقال: يا أمير المؤمنين! إني قدمت المدينة ولا علم لي بالقرآن فسألتُ مَنْ يقرئني، فأقرأني هذا "سورة براءة"، فقال: (أن الله بريء من المشركين ورسوله) فقلت: أو قد برئ الله من رسوله! إن يكن الله بريء من رسوله فأنا أبرأ منه.

فقال عمر رضي الله عنه: ليس هكذا يا أعرابي!.

قال: فكيف هي يا أمير المؤمنين؟ فقال: أن الله بريءٌ من المشركين ورسوله⁽¹⁾.

فقال الأعرابي: وأنا والله أبرأ مما برئ الله ورسوله منه، فأمر عمر بن الخطاب رضي الله عنه أن لا يُقرئ القرآن إلا عالم باللغة، وأمر أبا الأسود فوضع النحو. أخرجه الحافظ أبو القاسم ابن عساكر في "تاريخ دمشق". وقال أبو القاسم عبد الرحمن بن إسحاق الزجاجي النحوي في "أمالیه"⁽²⁾: حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ رَسْتَمِ الطَّبْرِيِّ، حَدَّثَنَا أَبُو حَاتِمٍ السَّجِسْتَانِيُّ، حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِسْحَاقَ الحَضْرَمِيُّ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سَالِمٍ البَاهِلِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ جَدِّي⁽³⁾، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ الدَّوْلِيِّ (أَوْ قَالَ: عَنْ

¹ (التوبة: 3)

² لم أجد النص في الأمالي المطبوعة، وقد نقله الأستاذ المحقق عبد السلام هارون من الأشباه والنظائر للسيوطي (1/7) ضمن ملحقاته التي ألحقها بالكتاب: ص 238 - 239).

³ في "ف": خليل! وفي "س": الباهلي، حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ جَدِّي أَبِي الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ.

جدی ابي الأسود عن أبيه⁽¹⁾ قال: دخلت على أمير المؤمنين علي بن أبي طالب فرأيتَه مطرقاً متفكراً.

فقلت: فيم تفكر يا أمير المؤمنين؟ فقال: إني سمعت ببلدكم هذا لحناً فأردت أن أضع كتاباً في أصول العربية. فقلت: إن فعلت هذا أحيتنا وبقيت فينا هذه اللغة. ثم أتيتَه بعد ثلاث فألقى إلى صحيفة فيها:

بسم الله الرحمن الرحيم

الكلام كله اسم وفعل وحرف، فالاسم ما أنبأ عن المسمى، والفعل ما أنبأ عن حركة المسمى، والحرف ما أنبأ عن معنى ليس باسم ولا فعل. ثم قال لي: تتبعه وزد فيه ما وقع لك، واعلم يا أبا الأسود أن الأشياء⁽²⁾ ثلاثة: ظاهر، ومضمر، وشيء ليس بظاهر ولا مضمر⁽³⁾.

وإنما يتفاضل العلماء في معرفة ما ليس بظاهر ولا مضمر. قال أبو الأسود: فجمعت منه أشياء وعرضتها عليه، فكان من ذلك حروف النصب، فذكرت منها: أن وإنَّ وليت ولعل وكأن، ولم أذكر "لكن"، فقال لي: لم تركتها؟ فقلت: لم أحسبها منها، فقال: بل هي منها فزدها فيها.

¹ هذه الجملة ليست في الأشباه والنظائر.

² في النسخ الخمس، والأشباه والنظائر: "الأشياء"، ولكن في نزهة الألباء (ص ١٨)، والصعقة الغضبية (ص ٢٢٨): "الأسماء".

³ قال أبو البركات الأنباري: أراد بذلك "الاسم المبهم".

وقال ابن الأنباري: حَدَّثَنَا يَمُوتُ⁽¹⁾، حَدَّثَنَا السَّجِسْتَانِيُّ أَبُو حَاتِمٍ⁽²⁾، سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَبَادِ الْمَهَلَبِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعَ أَبُو الْأَسْوَدِ الدَّوَلِيَّ رَجُلًا يَقْرَأُ ﴿إِنَّ اللَّهَ بَرِيءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ ۗ وَرَسُولُهُ﴾ (ورسوله) بالجر فقال: لا أَظُنُّنِي يَسْعِي⁽³⁾ إِلَّا أَنْ أَضْعُ شَيْئًا أَصْلَحَ بِهِ لِحْنَ هَذَا أَوْ كَلَامًا هَذَا مَعْنَاهُ.

وقال ابن الأنباري: حَدَّثَنِي أَبِي، حَدَّثَنِي أَبُو عَكْرَمَةَ قَالَ: قَالَ الْعَتَبِيُّ⁽⁴⁾: كَتَبَ مَعَاوِيَةَ إِلَى زِيَادٍ يَطْلُبُ عبيد الله ابنه، فلما قدم عليه كلمه فوجده يلحن، فرده إلى زياد، وكتب إليه كتاباً يلومه فيه ويقول: أمثل عبيد الله يُضَيِّعُ؟! فبعث زياد إلى أبي الأسود فقال له: يا أبا الأسود، إِنَّ هَذِهِ الْحَمْرَاءُ⁽⁵⁾ قَدْ كَثُرَتْ، وَأَفْسَدَتْ مِنْ أَلْسِنِ الْعَرَبِ، فَلَوْ وَضَعْتَ شَيْئًا يُصْلِحُ بِهِ النَّاسَ كَلَامَهُمْ، وَيَعْرَبُونَ كَلَامَ اللَّهِ.

فأبى ذلك أبو الأسود، فوجه زياداً رجلاً وقال له: اقعد في طريق أبي الأسود فإذا مر بك فاقراً شيئاً من القرآن وتعمد اللحن فيه، ففعل ذلك. فلما مر به أبو الأسود رفع الرجل صوته يقرأ ﴿إِنَّ اللَّهَ بَرِيءٌ مِّنَ

¹ في "ف": عوف، وفي "ب"، "ل": أيوب.

² في "س": وهو أبو حاتم..

³ تحرفت في "س" إلى: لا تطمئن نفسي.

⁴ هو محمد بن عبيد الله الأموي البصري الشاعر الأديب الراوية، توفي سنة

٢٢٨ هـ. انظر: وفيات الأعيان (٤/٣٩٨).

⁵ يقصد العجم ...

المُشْرِكِينَ^١ وَرَسُولَهُ ﴿١﴾ فاستعظم ذلك أبو الأسود وقال: عزَّ وجه الله أن يبرأ من رسوله، ثم رجع من فورِهِ إلى زياد فقال: قد أحببتك إلى ما سألت، ورأيت أن أبدأ بإعراب القرآن، فابعث إليّ ثلاثين رجلاً، فأحضرهم زياد، فاختار منهم أبو الأسود عشرة، ثم لم يزل يختارهم حتى اختار منهم رجلاً من عبد القيس فقال: خُذ المصحف وصبغاً يخالف لون المداد:

فإذا فتحتُ شفّيتي فانقط واحدة فوق الحرف.

وإذا ضمنت فاجعل النقطة إلى جانب الحرف.

فإذا كسرتها فاجعل النقطة في أسفل الحرف.

فإن أتبعته شيئاً من هذه الحركات غنة فانقط نقطتين.

فابتدأ بالمصحف حتى أتى على آخره، ثم وضع المختصر المنسوب

إليه بعد ذلك.

وقال أبو الفرج الأصبهاني في كتاب «الأغاني»: أخبرنا أبو جعفر بن رستم الطبري النحوي، عن أبي عثمان المازني، عن أبي عمر الجرمي، عن أبي الحسن الأخفش، عن سيويه، عن الخليل بن أحمد، عن عيسى بن عمر، عن عبد الله بن أبي إسحاق الحضرمي، عن عنبسة الفيل، وميمون الأقرن، عن يحيى بن يعمر الليثي أن أبا الأسود الدؤلي دخل إلى ابنته بالبصرة فقالت له: يا أبت ما أشد الحر! - رفعت أشد - فظننها تسأله

^١ قرأ (رسوله) بالجر.

وتستفهم منه: أي زمان الحر أشد؟ فقال لها: شهرا ناجر⁽¹⁾.
 فقالت: يا أبت! إنما أخبرتك ولم أسألك، فأتى علي بن أبي طالب
 فقال: يا أمير المؤمنين! ذهبت لعة.
 فقال له: وما ذلك؟ فأخبره خبر ابنته، فأمره فاشترى صحفاً بدرهم،
 وأملى عليه الكلام كله لا يخرج عن اسم وفعل وحرف جاء المعنى، ثم
 رسم أصول النحو كلها، فنقلها النحويون وفرعوها.
 قال أبو الفرج الأصبهاني: هذا حفظته عن أبي جعفر وأنا حديث السن،
 وكتبته من حفطي، واللفظ يزيد وينقص وهذا معناه.
 وقال أبو الفرج: أخبرني عيسى بن الحسين، حَدَّثَنَا حماد بن إسحاق،
 عن أبيه، عن المدائني قال: أمر زياد أبا الأسود الدؤلي أن ينقط المصاحف،
 فنقطها، ورسم من النحو رسوماً.
 ثم جاء بعده ميمون الأقرن فزاد عليه في حدود العربية، ثم زاد فيها
 بعده عنبسة بن معدان المهري.
 ثم جاء عبد الله بن أبي إسحاق الحضرمي وأبو عمرو بن العلاء فزادا
 فيه، ثم جاء الخليل بن أحمد الأزدي فَلَحَبَ⁽²⁾ [الطريق].
 ونجم علي بن حمزة الكسائي فرسم للكوفيين رسوماً هم الآن يعملون

¹ رجب، أو صفر، وكل شهر من شهور الصيف. (القاموس المحيط: ص ٦١٧).

العرب لما خالطت العجم، وأوشك إن تطاول عليها زمان أن تضمحل.
² في النسخ الخمس: فلحنه!! وتحب الطريق بمعنى وطئه وسلكه.
 (القاموس: ص ١٧١).

علیہا.

وقال أبو الفرج: أخبرني علي بن سليمان الأخفش حَدَّثَنَا مُحَمَّد بن يزيد النحوي، حَدَّثَنَا التوزي والمهري، حَدَّثَنَا كيسان بن المعروف الهجيمي⁽¹⁾ أبو سليمان، عن أبي سفيان بن العلاء، عن جعفر بن أبي حرب بن أبي الأسود الدؤلي عن أبيه قال: قيل لأبي الأسود: من أين لك هذا العلم؟ - يعنون بهذا العلم النحو - قال: أخذت حدوده عن علي بن أبي طالب.

وقال أبو الفرج: أخبرني أحمد بن العباس العسكري، حَدَّثَنَا عبد الله بن محمد، عن عبد الله بن شاکر العنبري⁽²⁾، عن يحيى بن آدم، عن أبي بكر بن عياش، عن عاصم بن أبي النجود، قال: أول من وضع العربية أبو الأسود الدؤلي، جاء إلى زياد بالبصرة فقال: أصلح الله الأمير إني أرى العرب قد خالطت هذه الأعاجم وتغيرت ألسنتهم، أفتأذن لي أن أضع علماً يقيمون به كلامهم؟ قال: لا.

ثم جاء زياداً رجل فقال: مات أبانا وخلف بنون. فقال زياد مات أبانا وخلف بنون!! ردوا إلي أبا الأسود، فرد إليه فقال: ضع للناس ما نهيته عنك. فوضع لهم النحو. أخرج ابن عساکر.

قال أبو الفرج: وقد روى هذا الحديث عن أبي بكر بن عياش يزيد

¹ في "ج": الجهمي، وفي "ب" و"ل": الجهمي، وفي "س": التميمي. وكله خطأ. انظر: بغية الوعاة (٢/٢٦٧).

² في "ل": العبقرى.

بن مهران فذكر أن هذه القصة كانت بين أبي الأسود وبين عبید اللہ بن زیاد. قلت: أخرجه من هذه الطريق السيرافي في "طبقات النحاة".

وقال أبو الفرج: أخبرني أحمد بن العباس، حَدَّثَنَا العنبري، عن أبي عثمان المازني، عن الأخفش، عن الخليل بن أحمد، عن عيسى بن عمر، عن عبد الله بن أبي إسحاق، عن أبي حرب بن أبي الأسود قال: أول باب وضعه أبي من النحو التعجب. قال ابن عساكر في تاريخه: ويقال: إن ابنته قالت له يوماً: يا أبت ما أحسن السماء! فقال: أي بنية نجومها.

قالت: إني لم أرد أي شيء منها أحسن، إنما تعجبت من حسنها.

فقال: إذن فقولي: ما أحسن السماء. فحينئذ وضع كتاباً.

قال السيرافي: ويُقال: إن السبب في ذلك أنه مر بأبي الأسود سعد الفارسي وهو يقود فرسه فقال له: مالك يا سعد لا تركب؟ فقال: إن فرسي ضالعا⁽¹⁾.

فضحك به بعض من حضر، فقال أبو الأسود: هؤلاء الموالي قد رغبوا في الإسلام، ودخلوا فيه فصاروا لنا إخوة، فلو علمناهم الكلام.

فوضع باب الفاعل والمفعول به لم يزد عليه.

وقال أيضاً: يُقال: إن أبا الأسود لما وَضَعَ باب الفاعل والمفعول به زاد في الكتاب رجل من بني ليث أبواباً، ثم نظر فإذا في كلام العرب ما لا يدخل فيه، فأقصر عنه. وقال: ولعل هذا الرجل يجيى بن يعمر.

¹ في النسخ - عدا النسخة "ب" - : ضالع.

وفي الفهرست للنديم: (١٠٥/١/١): « إن فرسي ضالع - أراد ظالعا - ».

قال: وروى محبوب البصري عن خالد الخذاء قال: أول من وضع العربية نصر بن عاصم....
 وروى ابن لهيعة عن أبي النضر قال: كان عبد الرحمن بن هرمز أول من وضع العربية. انتهى ما أورده السيرافي.
 وقال أبو عبيدة معمر بن المثنى: أول من وضع العربية أبو الأسود الدؤلي، ثم ميمون الأقرن، ثم عنيسة الفيل، ثم عبد الله بن [أبي] (1) إسحاق.
 وقال محمد بن سلام الجُمَحي (2): أول من أسس (3) العربية، وفتح باهما، وأنهج سبيلها، ووضع قياسها أبو الأسود، وإنما فعل ذلك حين اضطرب كلام العرب (4).

فصل

¹ سقطت من النسخ الخمس.

² في طبقات فحول الشعراء (1) (12)، والقول في تاريخ مدينة دمشق (25 / 194-195).

³ في ف: استن .

⁴ ومن المهم أن تقرأ: (النحو قبل أبي الأسود الدؤلي « للأستاذ الدكتور غانم قدوري الحمد، وهو بحث منشور في مجلة الحكمة، العدد (11)، صدر في شوال سنة 1417 هـ (ص 401 - 421).

و: مرويات الكتابة في التراث العربي في مجلة المجلة العربية للعلوم الإنسانية، العدد (95)، السنة (24)، صدر في صيف 2006 م، (ص 128-99).

وأما التصريف فذكر شيخنا العلامة محيي الدين الكافيجي⁽¹⁾ في أول كتابه "شرح القواعد"⁽²⁾ أن أول من وضعه "معاذ بن جبل" -رضي الله عنه-.

ولم تطمئن النفس إلى ذلك، وسألته عنه لما قرأته عليه، وما مستنده في ذلك، فلم يجيني بشيء، ولم أقف على سلف لشيخنا في ذلك. ثم رأيتُ في ترجمة معاذ الهراء أن أبا مسلم مؤدّب ولد عبد الملك بن مروان كان نظر في النحو، ثم لما أحدث التصريف جلس إلى معاذ الهراء فسمعه يقول الرجل: كيف تبني من "تُوْزُهُمْ أَزًّا"⁽³⁾ مثل: يا فاعل افعل، فأنكره أبو مسلم وقال:

قد كان أخذهم في النحو يُعجيني حتى تعاطوا كلام الزّنج

والروم

¹ هو الإمام محمد بن سليمان الرومي، ولد سنة ٧٨٨، وتوفي سنة ٨٧٩ هـ ترجم له المؤلف في بغية الوعاة (١١٧/١١٩-١)، وأثنى عليه ثناء كبيراً، وقال: لزمته أربع عشرة سنة، فما جثته من مرة إلا وسمعت منه من التحقيقات والعجائب ما لم أسمعته قبل ذلك.

² الذي في "شرح قواعد الإعراب" المطبوع بتحقيق الدكتور فخر الدين قباوة (ص ٦٢ - ٦٣): اتفقوا على أن معاذاً أول من وضع التصريف، ولم ينسب معاذ في هذا النص، فلعل الكافيجي رجع إلى قول تلميذه السيوطي.

³ من سورة مريم، الآية ٨٣.

في أبيات أُخر⁽¹⁾، وأجابه معاذ الهراء بأبيات أوردتها في "طبقات النحاة"⁽²⁾، فوضح بهذا أن واضع التصريف معاذ ابن مسلم الهراء، وأنه تحرف على شيخنا بمعاذ بن جبل -رضي الله عنه-، وكانت وفاة معاذ هذا سنة سبع وثمانين ومئة ببغداد. والحمد لله وحده⁽³⁾.

المذكور في بغية الوعاة بيتان آخران، هما:

لما سمعت كلاماً لست أفهمه ... كأنه زجلُ الغربانِ والبومِ
تركتُ نحوَهُمُ واللَّهُ يعصمُني ... مِنَ التَّقَحُّمِ فِي تِلْكَ الجِراثِمِ
وقد ذكرا في النسخة "ب" و"ل" مع قول المؤلف: في أبيات أخر.

بغية الوعاة: ٢/٢٩١-٢٩٠). والأبيات هي:

عاجلتها أمرد حتى إذا... شبت ولم تُحسن أبا جادها...
سميت من يعرفها جاهلاً... يصدرها من بعد إيرادها...
سهل منها كلُّ مُستصعب... طود علا أقران أطوادها...
ذكر ذلك كله الزبيدي ... وقد جاءت هذه الفقرة في النسخة "ل"،
وكان ناسخاً أو قارئاً نقلها من بغية الوعاة وأضافها.

انظر عن أولية العربية والنحو والصرف كتاب المؤلف العلامة السيوطي رحمه الله تعالى أيضاً: "الوسائل إلى معرفة الأوائل"، باب العلم، صـ

ماخذ و مراجع

قرآن و تفسیر

تفسیر روح البیان

تفسیر نعیمی

تاریخ و سیرت و تذکرہ

تاریخ بغداد

(التاریخ) ابن ایاس

النجوم الزاهرة فی ملوک مصر والقاهرة

سیر اعلام النبلاء

وفیات الاعیان

معجم قبائل العرب

(نور القبس) یعموری

(آخبار النخویین البصریین) سیرانی

(بعیة الوعاة فی طبقات اللغویین والنحاة) سیوطی

(نزهة الألباء فی طبقات الأدباء) انباری

(الوای بالوفیات) صفدی

الاعلام للزرکلی

(ذیل الطبقات) شعرانی

(الکواکب السائرہ) غزنی

(النور السافر) عیدروس

(طبقات الشافعیہ) آسدی

(حسن المحاضرہ) (الحدیث بعمرہ اللہ) سیوطی

(الضوء اللامع) سخاوی

لغات و فنون و ادب

(المزہر فی علوم اللغہ و أنواعها) سیوطی

القاموس المحیط

نحوی پہلیاں

جامع ابواب الصرف، حصہ اول

مجلات

مجلہ کلیۃ الدراسات الاسلامیہ و العربیہ، شمارہ 19

مجلہ الحکمہ، شمارہ 11

مجلہ المجلد العربیہ للعلوم الانسانیہ، شمارہ 95

متفرقات

(دیوان الاسلام) الغزنی

الفہرست للمدیم

(الوسائل إلی معرفہ الأوائل) سیوطی

